ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

www.tanzeem.org

25

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

25 ذوالحجہ 1445ھ تا یکم محرم 1446ھ/ 2 تا 8 جولائی 2024ء

کامیابی کا راستہ

قرآن کریم نے حق تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کا یہ طریقہ بتلایا ہے کہ:
﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝۷﴾ (سورۂ محمد) ''اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے' تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔''

اللہ کے دین کی مدد یہ ہے کہ..... حکومت الٰہیہ قائم کی جائے' حدودِ شرعی نافذ کی جائیں اور قرآن وسنت کے مطابق تمام کاروبارِ زندگی چلایا جائے...... جب کوئی مردِ مومن اس نیت سے میدانِ عمل میں نکلتا ہے تو اسے تائیدِ ایزدی حاصل ہوجاتی ہے۔ لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت ومحبت پیدا کر دی جاتی ہے۔ اس کا دل ایمان وایقان کے جذبہ سے لبریز کر دیا جاتا ہے۔ وہ دشمن کی عددی کثرت اور فراوانیٔ اسلحہ کو خاطر میں نہیں لاتا' بلکہ دلیر' بے باک اور نڈر ہو کر ہر محاذ پر دشمن کا مقابلہ کرتا ہے اور فتح ونصرت کے ساتھ تاریخ کے اوراق پلٹ دیتا ہے۔ ایسے ہی سرفروش راہِ خدا میں نکلتے ہیں تب کہیں جا کر گوہرِ مقصود ہاتھ آتا ہے۔ بقول شاعر عزیز الحسن مجذوبؔ ؎

کہیں مدت میں ساقی بھیجتا ہے ایسا مستانہ
بدل دیتا ہے جو بگڑا ہوا دستورِ مے خانہ

قائداعظم کا مذہب وعقیدہ
منشی عبدالرحمٰن خان (مرحوم)

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 269 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 38500 سے زائد، جن میں بچے: 16000،
عورتیں: 12000 (تقریباً)۔ زخمی: 90000 سے زائد

اس شمارے میں

معاشی اور معاشرتی بھنور میں پھنسا پاکستان......
امیر سے ملاقات (28)
حالتِ احرام میں گرفتاری
بھارتی انتخابات اور ہندو شدت پسندی کا زوال
چھٹ گئی ملمع کی سب نمود
1947ء سے فارم 47 تک

فرعون کا تکبر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جھٹلانا

سُورۃُ القَصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات:36 تا 38

فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰی بِاٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ قَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّفۡتَرًی وَّمَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِیۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۳۶﴾ وَقَالَ مُوۡسٰی رَبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِمَنۡ جَآءَ بِالۡهُدٰی مِنۡ عِنۡدِهٖ وَمَنۡ تَکُوۡنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ یٰۤاَیُّهَا الۡمَلَاُ مَا عَلِمۡتُ لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرِیۡ ۚ فَاَوۡقِدۡ لِیۡ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیۡنِ فَاجۡعَلۡ لِّیۡ صَرۡحًا لَّعَلِّیۡۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوۡسٰی ۙ وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۳۸﴾

آیت:۳۶ ﴿فَلَمَّا جَآءَهُمۡ مُّوۡسٰی بِاٰیٰتِنَا بَیِّنٰتٍ﴾ ”تو جب موسیٰ ؑ پہنچا اُن کے پاس ہماری روشن نشانیاں لے کر“

﴿قَالُوۡا مَا هٰذَاۤ اِلَّا سِحۡرٌ مُّفۡتَرًی وَّمَا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِیۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۳۶﴾﴾ ”انہوں نے کہا کہ یہ کچھ بھی نہیں سوائے گھڑے ہوئے جادو کے‘ اور ہم نے ایسی کوئی بات اپنے پہلے آباء واجداد میں نہیں سنی۔“

ہمارے لیے یہ بالکل نئی بات ہے کہ اللہ جو اس کائنات کا خالق ہے وہ کسی انسان کو اپنا نمائندہ بنا کر دنیا میں بھیجے اور وہ اس حیثیت میں لوگوں سے اپنی اطاعت کا مطالبہ کرے۔ ہم نے اپنے باپ دادا سے بھی نہیں سنا کہ ان کے زمانے میں پہلے کبھی ایسا ہوا تھا۔

آیت:۳۷ ﴿وَقَالَ مُوۡسٰی رَبِّیۡۤ اَعۡلَمُ بِمَنۡ جَآءَ بِالۡهُدٰی مِنۡ عِنۡدِهٖ وَمَنۡ تَکُوۡنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ؕ﴾ ”اور موسیٰ ؑ نے کہا: میرا پروردگار خوب جانتا ہے اُس کو جو ہدایت لے کر آیا ہے اُس کی طرف سے‘ اور (وہی خوب جانتا ہے کہ) کس کے لیے دارِ آخرت کا اچھا انجام ہے۔“

﴿اِنَّهٗ لَا یُفۡلِحُ الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۳۷﴾﴾ ”یقیناً ظالم لوگ فلاح نہیں پائیں گے۔“

آیت:۳۸ ﴿وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ یٰۤاَیُّهَا الۡمَلَاُ مَا عَلِمۡتُ لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرِیۡ ۚ﴾ ”اور فرعون نے کہا: اے درباریو! میں تو اپنے سوا تمہارے لیے کسی معبود کو نہیں جانتا۔“

اس ملک میں میری حکومت ہے اور یہاں صرف میرا حکم چلتا ہے۔ چنانچہ میں اپنے علاوہ کسی اور کو تمہارا ”الٰہ“ یا ”ربّ“ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔

﴿فَاَوۡقِدۡ لِیۡ یٰهَامٰنُ عَلَی الطِّیۡنِ﴾ ”تو اے ہامان! ذرا تم میرے لیے مٹی کی اینٹوں کو آگ سے پختہ کرو“

یعنی گارے سے اینٹیں بنا کر انہیں بھٹے میں پکانے کا بندوبست کرو۔

﴿فَاجۡعَلۡ لِّیۡ صَرۡحًا لَّعَلِّیۡۤ اَطَّلِعُ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوۡسٰی ۙ﴾ ”پھر میرے لیے ایک اونچا محل بنواؤ تاکہ میں جھانک سکوں موسیٰ کے الٰہ کو“

موسیٰ جس الٰہ کی بات کرتا ہے‘ میں اس اونچی عمارت پر چڑھ کر آسمانوں میں جھانک کر اُس الٰہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔

﴿وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الۡکٰذِبِیۡنَ ﴿۳۸﴾﴾ ”اور میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔“

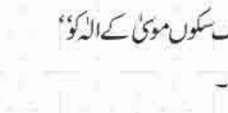

درس حدیث

موت اور افلاس میں خیر کا پہلو

عَنۡ مَحۡمُوۡدِ بۡنِ لَبِیۡدٍ ؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ: ((اِثۡنَانِ یَکۡرَهُهُمَا ابۡنُ اٰدَمَ: یَکۡرَهُ الۡمَوۡتَ وَالۡمَوۡتُ خَیۡرٌ لِّلۡمُؤۡمِنِ مِنَ الۡفِتۡنَةِ، وَیَکۡرَهُ قِلَّةَ الۡمَالِ وَقِلَّةُ الۡمَالِ اَقَلُّ لِلۡحِسَابِ)) (رواہ احمد)

حضرت محمود بن لبید ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”دو چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی ناپسند ہی کرتا ہے (حالانکہ ان میں اس کے لیے بڑی بہتری ہوتی ہے) ایک تو وہ موت کو پسند نہیں کرتا‘ حالانکہ موت اس کے لیے فتنہ سے بہتر ہے‘ اور دوسرے وہ مال کی کمی اور ناداری کو نہیں پسند کرتا‘ حالانکہ مال کی کمی آخرت کے حساب کو بہت مختصر اور ہلکا کرنے والی ہے۔“

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

25 ذوالحجہ 1445ھ تا یکم محرم 1446ھ جلد 33
2 تا 8 جولائی 2024ء شمارہ 25

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mall:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معاشی اور معاشرتی بھنور میں پھنسا پاکستان......

وہ بھی زمانہ تھا جب بجٹ کا عام آدمی سے بڑا گہرا تعلق ہوتا تھا۔ ایک عمومی خوف کی لہر پھیل جاتی تھی کہ شاید کچھ بنیادی ضروریاتِ زندگی کی اشیاء مہنگی ہو جائیں گی وگرنہ تمام سال کسی حکومتی اقدام سے مہنگائی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ مارکیٹ میں طلب اور رسد اپنی رسہ کشی میں مصروف رہتے تھے اور چیزیں مہنگی سستی ہوتی رہتی تھیں۔ البتہ یہ گزرے وقتوں کی باتیں ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ گزشتہ چند دہائیوں سے بجٹ تو محض ہندسوں کا ایک گورکھ دھندہ بن کر رہ گیا ہے۔ الفاظ اور اعداد و شمار کا ایک الٹ پھیر ہے جسے بعض حلقے میڈیا ڈپلومیسی کا خوشنما نام بھی دیتے ہیں۔ لیکن اب درحقیقت بجٹ معاشی 'ڈپلومیسی' کے نام پر ملکی اور بین الاقوامی طور پر منافقت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ گویا آئندہ سال کا بجٹ اور گزشتہ برس کی معاشی ناکامیوں یعنی اکنامک سروے آف پاکستان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں رہ گیا بلکہ دونوں معاشی منافقت کا پلندہ بن کر رہ گئے ہیں۔ پٹرول، بجلی، گیس وغیرہ، ادویات اور دیگر ضروریاتِ زندگی جن پر ہر گزرتے دن کے ساتھ حکومت کا کنٹرول بڑھتا جا رہا ہے اور حکومت پر آئی ایم ایف کا شکنجہ سخت سے سخت تر ہوتا جا رہا ہے، ان تمام اشیاء ضروریہ کی قیمتوں میں بجٹ سے پہلے اور بعد کئی مرتبہ ہوش رُبا اضافہ کر دیا جاتا ہے اور ماہ جون میں عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ایسے بجٹ کی 'خوش خبری' سنا دی جاتی ہے جس پر تا قیامِ قیامت عمل درآمد نہیں ہونا ہوتا۔ عام آدمی پر نئے ٹیکسوں کا پہاڑ لاد کر یہ مژدہ سنایا جاتا ہے کہ یہ ٹیکس تو دراصل اشرافیہ پر لگایا گیا ہے۔ اشرافیہ بلکہ جسے استحصالیہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا، سے تعلق رکھنے والے تمام افراد اور اداروں کو خوب نوازا جاتا ہے۔ اپوزیشن واویلا مچاتی رہتی ہے اور جونہی یہ اپوزیشن حکومت میں آتی ہے سیاہ سفید میں بدل جاتا ہے۔ پھر اُسے ہر طرف ہرا ہی ہرا نظر آتا ہے۔ مہنگائی کو ختم کرنے کا دعویٰ کرنے والی حکومت نے گزشتہ مالی سال 24-2023ء کا اکنامک سروے آف پاکستان اور پھر ایک دن کے فصل سے 25-2024ء کا بجٹ پیش کر دیا ہے۔ گزشتہ برس کی کارگزاری کی بات کریں تو دنیا کی پانچویں بڑی آبادی کے حامل ملک کی شرح نمو صرف 2.31 فیصد رہی جو شاید ہمارے خطہ ہی نہیں دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں کم ترین ہو۔ سرکاری اعداد و شمار نے بتایا کہ پاکستان کی فی کس آمدن 1680 ڈالر تک پہنچ گئی ہے۔ ہماری حسرت ہی رہی کہ اُس خواب سے بیدار نہ ہوں جس میں ملک کا ہر فرد سالانہ ساڑھے چار لاکھ روپے سے زیادہ کما رہا ہو!

سرمایہ کاری کی تمام جزئیات تو بُری طرح گرتی نظر آئیں لیکن ایسا فارمولا لگایا گیا کہ کُل سرمایہ کاری بڑھتی دکھائی دی۔ شاید صرف کاغذوں میں ہی کیونکہ گلی محلوں میں چھوٹا دکاندار اور کھیتوں کھلیانوں میں چھوٹا کاشتکار ماتم کرتے نظر آئے۔ چھوٹی صنعتوں میں ہو کا سا عالم ہے۔ اکنامک سروے میں بتایا گیا ہے کہ سال پہلے کی قیمتوں میں 25 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا۔ سودی قرضوں کی واپسی پر زرِمبادلہ خرچ کرنے کے باعث آمدن کے کھاتے میں 34.8 فیصد کمی دیکھنے میں آئی۔ جس کے باوجود

بیرونی قرضہ بڑھ کر 67.5 کھرب روپے تک جا پہنچا جس میں بیرونی قرضہ 24.1 کھرب روپے جبکہ مملکت خداداد کا اندرونی قرضہ بمع سود 43.4 کھرب روپے ٹھہرا۔ گویا آئی ایم ایف اور دیگر عالمی مالیاتی ادارے ہی نہیں جونکوں کی صورت میں چمٹی اندرونی اشرافیہ بھی ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہی ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خاتمہ کے حوالے سے 28 اپریل 2022ء کے معرکۃ الآراء فیصلہ کو آئے دو برس سے زیادہ گزر چکے لیکن حکومت و عدالت، سرکاری و نجی ادارے اور افراد تو اللہ اور رسول ﷺ سے جنگ کو ختم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ وعدے اور دعوے معنی اُس وقت رکھتے ہیں جب عمل کی طرف کوئی پیش رفت ہو۔ کرپشن بڑھتی جا رہی ہے لہٰذا ہماری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ آئندہ بجٹ میں کرپشن پر ہونے والے 'خرچہ' کی بھی ایک مد رکھ لی جائے۔ بہرحال گزشتہ سال اگر معیشت بدستور وینٹی لیٹر پر رہی تو حالت خطرہ سے باہر نکلنے کے آئندہ سال بھی کوئی امکان دکھائی نہیں دے رہے۔

بجٹ برائے مالی سال 25-2024ء کا کل حجم 18.9 کھرب روپے ہے جس میں سے تقریباً دس کھرب روپے تو قرضوں پر سود کی مد میں خرچ ہوں گے۔ دفاعی بجٹ اور دفاعی اداروں کی مراعات اور چھاؤنیوں کے لیے مختص رقم کو ملا کر دیکھیں تو 2.8 کھرب روپے خرچ کئے جائیں گے۔ جو یقیناً خرچ کی اہم ترین مد ہے۔ پھر یہ کہ وہاں بوٹ بھی بھاری ہیں اور چھڑی بھی سخت۔ پھر یہ کہ وہ ایف بی آر جس کے چیئرمین کے بقول ادارے میں سالانہ 700 ارب روپے سے زائد کی کرپشن ہوتی ہے وہ تقریباً 13 کھرب کے ٹیکس اکٹھے کرے گی۔ بتایا جا رہا ہے کہ ٹیکس سے عوامی بہبود ہو گی لیکن ٹیکس کا اکثر بوجھ عوام کو برداشت کرنا پڑے گا۔ بڑے جاگیردار، بڑے سرمایہ دار، سیاست دان، جج، جرنیل اور بیوروکریٹس تو ملک کی ترقی و خوشحالی کے لیے منصوبے بناتے ہیں وہ کیوں زیادہ ٹیکس ادا کریں گے۔

❁❁❁

طاغوتی قوتوں کے وار کی بات کریں تو سیاسی اور معاشی میدانوں میں تو مغرب ایک عرصہ ہوا مسلمان ممالک کو شکستِ فاش دے ہی چکا ہے۔ اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو 57 مسلم ممالک کا طرزِ حکمرانی، انتظامی ڈھانچہ، عدالتی نظام، افواج کے طور طریقے سب اُس مغربی اساس پر قائم ہیں جن کی بنیاد سیکولرازم اور لبرل ازم پر رکھی گئی ہے۔ معاشی حوالے سے اوپر سطروں میں پوسٹ مارٹم کیا جا چکا ہے اور آج تمام مسلمان ممالک کی معیشت بھی سود کے گورکھ دھندے میں جکڑی ہوئی ہے۔ البتہ معاشرتی اور خاندانی سطح کی بات کریں تو ابھی یہ قلعہ اپنی جگہ قائم ہے اگرچہ اُس کی فصیلیں بھی کچھ اپنوں کی نادانیوں اور کوتاہیوں اور کچھ غیروں کی سازشوں کے باعث تیزی سے شکست و ریخت کا شکار ہو رہی ہیں۔

کبھی حقوق نسواں کے نام پر بیک جنبشِ قلم پارلیمنٹ میں عورتوں کی سیٹیں 33 فیصد تک بڑھا دینا، ویلنٹائن ڈے اور عورت مارچ جیسی دجالی سرگرمیوں کی پشت پناہی کرنا، کبھی گھریلو تشدد کے نام پر ایسے بل کی منظوری کے لیے تگ و دو کرنا جس سے خاندانی نظام تہ و بالا ہو جائے۔ پھر ٹرانس جینڈر ایکٹ کو قانون کی شکل دے کر مملکتِ خداداد میں ہم جنس پرستی اور Perverted Sexuality کو فروغ دینے کی کوشش کرنا۔ "تعلیم کے لیے ناچو" جیسے بیہودہ پروگرام کو سرکاری سرپرستی حاصل ہونا اور ہم جنس پرست عورتوں پر مشتمل ایک امریکی میوزک بینڈ کو پاکستان بھر کی یونیورسٹیوں اور آرٹس کونسلوں میں دورہ کروانا۔ ایبٹ آباد میں ایک شخص انتہائی بے باکی سے "Gay Club" قائم کرنے کی درخواست دیتا ہے اور علاقے کا ڈی سی آفس اسے ضروری کارروائی کے لیے mark کر دیتا ہے۔ گویا ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ملک کے معاشرتی اور خاندانی نظام کو تباہ و برباد کرنے کی سعی جاری ہے اور اس قسم کے شوشے چھوڑ کر دراصل امت مسلمہ کی نبض کو چیک کیا جاتا ہے کہ غیرت و حمیت کی نبض چل رہی ہے یا نہیں۔ اگر ردِعمل میں بھرپور طریقے سے احتجاج ہو جائے تو کسی اگلے ایشو تک کے لیے پسپائی اختیار کر لی جاتی ہے اور حمیت جس کا نام تھا گئی تیمور کے گھر سے کے مصداق اگر خاموشی ہو تو فھو المطلوب۔ اسی فتنہ پردازی کے سلسلے میں ایک حالیہ کڑی کراچی میں حکومتِ سندھ کے یونیسف کے تعاون سے شیرِ مادر بینک (Mother's Milk Bank) کے قیام کے اعلان کی صورت میں سامنے آئی۔ اس معاملے کی فقہی حیثیت پر تو علماء کرام نے سیر حاصل بحث کی اور حکومت سندھ کے اس اقدام کے خلاف دینی طبقات اور عوام الناس کے شدید احتجاج کے بعد فیصلہ کو معطل کر کے شرعی رائے کے لیے اسلامی نظریاتی کونسل بھیج دیا گیا ہے۔ یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ دورِ جدید کی بے لگام تمدنی 'ترقی' نے نت نئے مسائل کا طوفان لا کھڑا کیا ہے اور بقول عمر بن عبدالعزیزؒ "حکما زادالفجور کثرت المثائل" اہم اور کلیدی سوال یہ ہے کہ کیا دورِ جدید جس پر مغربی دجالی تہذیب کے گہرے اثرات ظاہر و باہر ہیں اُس تہذیب کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر مسلمان ممالک ہر معاملہ میں لبرل/سیکولر طرزِ فکر پر عمل پیرا ہو جائیں! ایسی انتہا پسندی کی روش اختیار کر لیں کہ وحی کی رہنمائی کو پس پشت ڈال دیا جائے اور رضاعت جیسے اہم ترین دینی معاملہ جس پر قرآن و حدیث کی نصوص قطعی دلالت کرتی ہیں اُسے بھی تختۂ مشق بنا لیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ جاہلیت جدیدہ ہے اور انسان پر ظلم و ستم ڈھانے اور اُسے انفرادی اور اجتماعی طور پر تباہ و برباد کرنے میں جاہلیتِ جدیدہ، جاہلیتِ قدیمہ پر بازی لے گئی ہے۔ اس کا انجام تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ پاکستانی قوم اور اُس کے زمامِ کار چلانے والوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

موجودہ دور کے فتنے صرف نوجوانوں کو ہی متاثر نہیں کر رہے ہے بلکہ ہر عمر کے افراد کے لیے خطرہ ہیں، معاشرے میں پھیلتی ہوئی بے راہ روی کے سدباب کے لیے ضروری ہے کہ ہم نکاح کو آسان بنائیں۔

اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دین کی تعلیم کی طرف لوگوں کو ترغیب دلائیں۔

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: شادی شدہ مرد اگر غیر ازدواجی تعلقات رکھتے ہیں یا کسی غیر محرم خاتون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں لیکن دوسرا یا تیسرا نکاح کرنے کے بارے میں سنجیدہ نہیں ہوتے، اچھے خاصے دیندار لوگ بھی اس برائی کا شکار ہیں، جواز یہ پیش کیا جاتا ہے کہ اپنی نیت اور سوچ کو پاک رکھتے ہوئے غیر محرم عورت سے بات کی جاسکتی ہے۔ ان باتوں میں کتنی سچائی ہے؟ (ڈاکٹر عبدالقدیر)

امیر تنظیم اسلامی: اس وقت جو معاشرے کی مجموعی صورتحال ہے اس میں شیطانی فتنے کسی کو بھی اپنا شکار بنا سکتے ہیں، بے حیائی اور فحاشی کا طوفان ہر بندے کے جذبات کو بھڑکانے کا سبب بن سکتا ہے، چاہے وہ شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ ہو۔ کسی غیر محرم خاتون سے بات کرنا تو دور کی بات، غیر محرم عورت کو دیکھنے سے بھی شریعت منع کرتی ہے، چاہے وہ سکرین پر ہو، یا بل بورڈ پر ہو، یا سمارٹ فون کی سکرین پر ہو۔ کیا یہ ساری چیزیں وہ نہیں ہیں جو جذبات کو بھڑکایا کرتی ہیں؟ دین تو یہ کہتا ہے کہ غیر محرم عورت کو بُری نیت سے دیکھنا بھی آنکھ کا زنا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ یہ بُری نگاہ شیطان کے زہر میں بجھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ آج سوشل میڈیا کے دور میں سمارٹ فون رکھنے والا کوئی بھی شخص اس سے مکمل محفوظ نہیں۔ اللہ ہی بچائے تو بندہ بچ سکتا ہے اور بندے کو بچنے کی فکر اور کوشش کرنی چاہیے۔ بہرحال خطرے سے تو کوئی بھی بچا ہوا نہیں ہے البتہ ہم یہ ضرور کہیں گے کہ جو بندہ شادی شدہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو ایک حصار دیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ نے نوجوانوں سے خطاب فرمایا: تم میں سے جو نکاح کی استطاعت رکھتا ہو نکاح کرے کہ یہ نگاہوں کو نیچا رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے یہ بھی فرمایا: اگر تمہاری نگاہ کسی غیر محرم پر پڑے اور اس سے تمہارے اندر کوئی جذبہ پیدا ہو تو جاؤ اور اپنی بیوی سے تعلق قائم کرو تاکہ تمہارا جذبہ صحیح مقام پر استعمال بھی ہو اور جائز طریقے پر اس کی تکمیل بھی ہو۔ شادی شدہ فرد کو یہ حصار میسر ہے کہ وہ اپنی حیا کی حفاظت آسانی سے کر سکتا ہے۔ تاہم قرآن مجید میں مرد و عورت کو اپنی نگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم ہے اور مخلوط ماحول اور غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے سے

مرتب: محمد رفیق چودھری

بھی شریعت منع کرتی ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: جب تنہائی میں دو غیر محرم ہوں گے تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوگا۔ حضور ﷺ نے یہ جو احتیاطیں بتائی ہیں ان کا لحاظ رکھنا اور اللہ سے دعا بھی کرنا کہ اے اللہ! تو مجھے ان شرور سے محفوظ فرما اور میرے نفس کا تزکیہ عطا فرما، یہ مومن کا بہت بڑا سہارا ہیں۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے دعا بھی سکھائی ہے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ))

''اے اللہ! میں تیری پناہ میں آنا چاہتا ہوں شیطان مردود سے۔''

اور بھی کئی احتیاطیں اللہ کے رسول ﷺ نے تجویز فرمائیں۔ اگر کسی کی استطاعت نکاح کی نہیں ہے تو حضور ﷺ نے اس کو روزہ رکھنے کی بھی تعلیم عطا فرمائی ہے کیونکہ روزہ تقویٰ حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ بہرحال موجودہ دور کے فتنے صرف نوجوانوں کو ہی متاثر نہیں کر رہے بلکہ ہر عمر کے افراد کے لیے خطرہ ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہ تین قسم کے لوگوں پر اللہ نظر رحمت بھی نہیں فرمائے گا۔ ایک غریب متکبر، دوسرا بوڑھا زانی اور تیسرا وہ حاکم جو جھوٹ بولتا ہے۔ اللہ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

سوال: بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ پردہ تو آنکھ کا ہوتا ہے، دل کا پردہ ہوتا ہے، میری نیت صاف ہے وغیرہ۔ ایسی باتوں میں کتنی سچائی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: دین کا حکم میری عقل نہیں بتائے گی بلکہ وحی کی تعلیم بتائے گی۔ جیسا کہ بعض لوگ عقل کے گھوڑے دوڑاتے ہیں کہ جتنے پیسے قربانی پر خرچ کرتے ہیں، اتنے غریبوں پر خرچ کریں۔ جبکہ شریعت کہتی ہے کہ قربانی واجب ہے، قربانی والے دن قربانی کریں، باقی پورا سال غریبوں کی خدمت کریں۔ اسی طرح جو یہ کہتا ہے کہ میری نیت صاف ہے، پردہ تو دل کا پردہ ہوتا ہے اُس سے کہیے کہ پھر اگر نماز بھی دل کی نماز ہوتی ہے، روزہ بھی دل کا روزہ ہوتا ہے، حج اور عمرہ بھی دل کے ہوتے ہیں تو باقی بچے گا کیا؟ پھر تو کوئی بھی عمل باقی نہیں بچے گا۔ نیت کا صاف ہونا ضروری ہے اور عمل کا شریعت کے مطابق، سنت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے۔ اب کوئی کہے جی میرا دل بڑا پاک صاف ہے میں غیر محرم خواتین سے باتیں کرتا ہوں۔ جبکہ اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں جہاں دو غیر محرم تنہائی میں ہوتے ہیں وہاں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ اب جہاں شیطان ہوگا وہاں دل کتنے پاک صاف رہیں گے اور معاملہ کہاں تک جاسکتا ہے؟ اللہ ہماری حفاظت کرے۔ جہاں تک دیندار لوگوں کا اس میں ملوث ہونے کا معاملہ ہے تو شیطان سب کا دشمن ہے اور بحیثیت انسان ہم سب کمزور ہیں۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ کو فرمایا گیا:

﴿وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ ﴾ (الحجر)

''اور اپنے رب کی بندگی میں لگے رہیں یہاں تک کہ یقینی شے وقوع پذیر ہوجائے۔''

اللہ کے پیغمبر علیہ السلام اپنے بارے میں ارشاد فرماتے

ہیں: ''میں تمہیں بھی اور اپنے آپ کو بھی اللہ عزوجل کا تقویٰ اختیار کرنے کی تلقین کرتا ہوں''۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تھا:

''اور مَیں اپنے نفس کو بَری قرار نہیں دیتا' یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے' سوائے اُس کے جس پر میرا ربّ رحم فرمائے۔ یقیناً میرا ربّ بہت بخشنے والا' نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (یوسف:53)

یوسف علیہ السلام نسل در نسل انبیاء میں سے تھے۔ وہ بھی اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! اگر تو نے ان عورتوں کا فریب مجھ سے دور نہ کیا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔ آج اگر کوئی کہے کہ میں بڑا پاک صاف ہوں، بڑا متقی ہوں، بڑا دین کا کام کرنے والا ہوں اور شر سے بے خوف ہوں تو یہ بھی شیطان کا حملہ ہے۔ امام احمد بن حنبل ؒ کے متعلق ذکر ملتا ہے کہ آخری ایام میں بستر پر لیٹے ہوئے تھے اور منہ سے یہ الفاظ جاری تھے: (لاالآن، لاالآن، لاالآن) ابھی نہیں، ابھی نہیں، ابھی نہیں۔ کچھ افاقہ ہوا تو بیٹے نے پوچھا: اباجان! کیا آپ مرنے کے لیے تیار نہیں ہیں؟ فرمایا: یہ بات نہیں ہے بلکہ شیطان مردود وسوسے ڈال رہا ہے کہ احمد تو بچ گیا۔ میں کہہ رہا ہوں ابھی نہیں بچا جب تک کہ خاتمہ ایمان پر نہ ہو جائے۔ یہ انبیاء اور ائمہ کی کیفیت تھی اور آج کے دور میں کوئی کہے کہ میں محفوظ ہو گیا تو شیطان کے اس حملے سے اللہ بچائے۔

سوال: آپ کے خیال میں ہمارے معاشرے میں دوسرے نکاح سے گریز کی کیا وجوہات ہیں۔ آپ اپنی ذاتی مثال سے رفقاء کو ایک سے زیادہ نکاح کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ آپ کے لیے دوسرا نکاح کا عمل کیسا رہا؟ مزید کیسے اس سنت کو فروغ دیا جا سکتا ہے تاکہ معاشرے سے بے راہ روی کا خاتمہ کیا جا سکے؟

امیر تنظیم اسلامی: ایک مستند رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت پاکستان میں سوا دو کروڑ لڑکیاں اور لڑکے ایسے ہیں جو نکاح کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں مگر ان کے نکاح نہیں ہو رہے۔ ایک کروڑ لڑکیاں 30 سے 35 سال کی عمر کو پہنچ چکی ہیں مگر ان کے ہاتھ پیلے نہیں ہو رہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ نکاح کو مشکل بنا دیا گیا ہے۔ دوسرے نکاح کی بات تو بعد میں آئے گی، بے راہ روی کے سد باب کی بات ہو رہی ہے تو اس کے لیے پہلے نکاح کو تو آسان بنائیں۔ بچوں کی عمریں نکلی چلی جا رہی ہیں، وہ بے نکاحی زندگی گزار رہے ہیں تو پھر بے راہ روی کا راستہ کیسے نہیں کھلے گا؟ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے نکاح کو آسان بنانے کے لیے ایک مہم کا آغاز کیا کہ نکاح مسجد میں ہو، خطبہ نکاح میں جو آیات تلاوت کی جاتی ہیں، ان کا ترجمہ بھی پیش کیا جائے۔ سنت رسول ﷺ کے مطابق نکاح اور ولیمہ ہو اور کوئی غیر ضروری اخراجات اور رسومات نہ ہوں۔ لڑکی والوں پر کوئی بوجھ نہ ڈالا جائے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آج ہزاروں کی تعداد میں لوگ سنت کے مطابق نکاح کر رہے ہیں۔ لیکن اسی معاشرے میں اکثریت میں وہ لوگ ہیں جو بڑے بڑے ارمان پال کر نکاح کو مشکل بنا رہے ہیں، عمریں نکلی جا رہی ہیں اور پہلا نکاح بھی نہیں ہو رہا۔ اگر کروڑوں کی تعداد میں لڑکے اور لڑکیاں بے نکاحی زندگی گزار رہے ہیں اور اوپر سے شیطانی تہذیب کے حملے بھی بڑھ رہے ہیں تو کیسے بچاؤ ممکن

ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں اس وقت سوا دو کروڑ لڑکیاں اور لڑکے ایسے ہیں جو نکاح کی عمر کو پہنچے ہوئے ہیں مگر ان کے نکاح نہیں ہو رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح کو مشکل بنا دیا گیا ہے۔

ہوگا۔ مسلم شریف میں حدیث ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: زنا چھ طرح کا ہے۔ آنکھ کا زنا، کان کا زنا، زبان کا زنا، دل کا زنا، ہاتھ کا زنا، پیر کا زنا، یعنی نامحرم کو بُری نیت سے دیکھنا، اس کی باتیں سننا، زبان سے جذبات بھڑکانے والی باتیں کرنا، دل میں نامحرم کے بارے میں بُرا خیال لانا، ہاتھ سے چھونا اور بُری نیت سے چل کر جانا سب زنا کے زمرے میں آتا ہے۔ (نوٹ: شرمگاہ کا زنا اس کے علاوہ ہے، جس پر حد لگتی ہے) حدیث میں آیا کہ کوئی تمہارے سر میں کیل ٹھونک دے اس کو برداشت کر لینا مگر تم نامحرم کو چھوؤ یا وہ تمہیں چھوئے اس کو برداشت نہ کرنا۔ جب بے نکاحی زندگی گزر رہی ہوگی تو ان سب چیزوں سے بچاؤ کیسے ممکن ہوگا؟ لہٰذا سب سے پہلے ہم نکاح کو آسان بنائیں تب بے راہ روی کا سد باب ہو سکتا ہے۔ یہ بڑے بڑے جہیز، فضول کی رسومات اور لڑکی والوں پر بے پناہ اخراجات کا بوجھ نکاح کو مشکل بنا رہا ہے اور دوسری طرف بے راہ روی کے راستے کھل رہے ہیں۔ اگر اولاد کسی بُرے کام میں پڑ گئی تو والدین بھی اس کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ آج یونیورسٹیز تو ڈیٹنگ سپاٹس بن چکی ہیں جہاں ہر طرف نامحرم جوڑے بیٹھے نظر آتے ہیں، ماں باپ کو احساس ہی نہیں ہے کہ اولاد کیا کر رہی ہے؟ اوپر سے شیطانی تہذیب کے حملے، موسیقی کے مقابلے، ڈانس سب کچھ یونیورسٹیوں میں ہو رہا ہے، امریکہ سے ہم جنس پرستوں کے بینڈ بلائے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں ہماری اقدار کا بیڑا تو غرق ہوگا۔ ان تمام مسائل کا حل یہ ہے کہ نکاح کو آسان بنایا جائے۔ ہمارے آئین (آرٹیکل 31) میں لکھا ہوا ہے کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کو ایسی تمام سہولیات مہیا کرے جن کے باعث وہ کتاب وسنت کے تقاضوں کے مطابق زندگی گزار سکیں۔

سوال: دوسرا نکاح کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اگر ہمارے ہاں ہندوانہ ذہنیت یا کسی اور وجہ سے ایک نکاح تک معاملہ محدود ہو گیا ہے تو کیا یہ بھی اللہ کے حکم سے انحراف نہیں ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: جہاں تک دوسرے نکاح کا معاملہ ہے تو اس میں رکاوٹ کی بنیادی وجہ دین سے دوری ہے۔ دوسری وجہ ہندوانہ تہذیب کے اثرات ہیں کہ ہندوؤں کے ہاں اس کو بُرا سمجھا جاتا ہے۔ تیسری وجہ مغربی تہذیب کے اثرات ہیں کہ مغرب میں نکاح کا تصور ختم ہو رہا ہے جبکہ بغیر نکاح کے دوستیاں اور تعلقات عام ہو رہے ہیں۔ جبکہ ہمارا دین ہمیں اجازت دیتا ہے کہ ہم دوسرا، تیسرا، چوتھا نکاح کریں۔ جب خالق کائنات اجازت دے رہا ہے تو اعتراض کا جواز ہی باقی نہیں رہتا اور اگر کوئی مسلمان دوسرے نکاح کی مخالفت کر رہا ہے تو اسے اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ اکثر یہ بھی نقطہ اعتراض پیش کیا جاتا ہے کہ جی عدل نہیں کر سکیں گے۔ اب عدل نہ کرنے والے تو ایک بیوی کے ساتھ بھی عدل نہیں کر سکتے، تو کیا اس وجہ سے نکاح کا انکار کیا جائے گا؟ انبیاء کرام کی عظیم اکثریت نے ایک سے زیادہ نکاح کیے، اللہ کے آخری رسول ﷺ اور صحابہ کرام ؓ نے یہ عمل کر کے دکھایا۔ نکاح کا مقصد صرف تسکین نہیں ہے۔ نسل انسانی کا دوام بھی ایک مقصد ہے اور کفالت بھی ایک مقصد ہے۔ عورت کو اللہ تعالیٰ نے معاش کی ذمہ داری سے آزاد کیا ہے۔ بیوی ہے تو شوہر کی کفالت میں ہوگی، بیٹی ہے تو باپ کی کفالت میں ہوگی۔ اللہ کے نبی ﷺ نے بیواؤں سے بھی نکاح کیا تاکہ انہیں کفالت اور تحفظ مل سکے۔

سوال: بعض لوگ دوسرا نکاح کرتے ہیں تو پہلی بیوی کو طلاق دے دیتے ہیں یا بالکل سائیڈ پر لگا دیتے ہیں۔ جواز یہ بنائے جاتے ہیں کہ اولاد نہیں ہوئی، پسند نہیں تھی، والدین نے شادی کروا دی تھی وغیرہ وغیرہ۔ کیا اس وجہ سے بھی ہمارے ہاں دوسرے نکاح کو ناپسند کیا جاتا ہے کہ اس وجہ سے پہلی بیوی کو مصائب اُٹھانے پڑتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: دوسرا نکاح اللہ کا حکم سمجھ کر

کرنا چاہیے۔ پیغمبروں کی تعلیمات کو جواز بنا کر کرنا چاہیے۔ جب ہم دین کو مدنظر رکھ کر چلیں گے تو پھر مخالفت نہیں ہوگی۔ اس حوالے سے لوگوں کی ذہن سازی کی بھی ضرورت ہے۔ دین سے دوری، دین بے زاری، مغربی اور ہندوانہ تہذیب کے اثرات، نکاح کا مشکل بنایا جانا، بُری مثالیں، یہ سب چیزیں نکاح میں رکاوٹ ہیں۔ ان رکاوٹوں کو ہم شریعت کے تقاضوں پر عمل کر کے، دین کے پیغام کو، پیغمبروں کی تعلیمات کو عام کر کے ہٹا سکتے ہیں۔ دوسرا نکاح وقت کی ضرورت بھی ہے کیونکہ مردوں کے مقابلے میں عورتوں کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ شیخ احمد دیدات کا ایک انگریز محقق کے ساتھ مناظرہ ہوا۔ شیخ صاحب نے اعداد وشمار بیان کر کے بتایا کہ امریکہ میں مردوں کے مقابلے میں کئی ملین عورتیں زیادہ ہیں۔ اگر ہر امریکی ایک شادی کرے تب بھی کئی ملین عورتیں شادی کے بغیر رہیں گی۔ ان میں اگر آپ کی بیٹی بھی شامل ہو تو آپ کیا کریں گے؟ اس پر انگریز لاجواب ہوگیا۔

سوال: سوال میں پوچھا گیا ہے کہ آپ اپنی ذاتی مثال سے ایک سے زیادہ نکاح کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ یہ الزام ہے یا حقیقت ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ایک بات واضح ہے کہ اللہ کے پیغمبر ﷺ کی سنت مدنظر رہی۔ تین سال پہلے میں نے دوسرا نکاح کیا۔ اس سے قبل بھی مختلف پروگرامز میں یہ بات آتی رہتی تھی کہ جس کے پاس گنجائش ہو، سہولت ہو تو انہیں اس سنت کو زندہ کرنا چاہیے۔ مفتی شفیع صاحبؒ نے اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ نے حضرت زینب سے نکاح کر کے اس بُری رسم کا خاتمہ کر دیا کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ سے نکاح نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح جن شخصیات کے پاس دینی ذمہ داری ہو، عوام کی نمائندگی ہو انہیں ہمت کر کے بُری رسموں کے خاتمے کے لیے اقدام کرنا چاہیے تاکہ عوام کی ذہن سازی بھی ہو۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے جس طرح نکاح کو آسان بنانے کے لیے مہم شروع کی، یہ بھی کئی بُری رسموں کے خاتمے کی مہم تھی۔ میں نے جب دوسرا نکاح کیا تو اس کے پس منظر میں بھی یہی سوچ تھی کہ ایک تو جو دوسرے نکاح کو شجرِ ممنوعہ سمجھ لیا گیا ہے اس سوچ کا خاتمہ ہو اور سنت زندہ ہو تاکہ رفقاء کی ذہن سازی بھی ہو۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے بڑا نوازا ہے۔ باقی ترغیب دلانا الگ بات ہے، میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر دوسرے نکاح کے لیے کوئی ہمت پکڑنا چاہتا ہے تو اسے ضرور دوسرا نکاح کرنا چاہیے۔

سوال: معاشرے میں جو بے راہ روی پھیل رہی ہے، شادی شدہ حضرات بھی اس گناہ میں ملوث ہو رہے ہیں تو اس کو روکنے کا ایک ذریعہ نکاح بھی ہے۔ اس جائز راستے میں رکاوٹ ڈالنا کتنا بڑا جرم ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: ایک صحابی ؓ کی نو بہنیں تھیں اور والدہ بھی حیات نہیں تھیں تو انہوں نے ایک بیوہ خاتون سے شادی کرلی تاکہ بہنوں کی تربیت کا اہتمام ہو سکے۔ ضروری نہیں کہ صرف خواہش نفس کو پورا کرنے کے لیے نکاح کیا جائے اس کے دیگر بھی کئی مقاصد ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر پہلی بیوی خدانخواستہ بیمار ہو جائے، معذور ہو جائے اور شوہر دوسری شادی کرلے تو پہلی بیوی کو بھی پروٹیکشن مل جائے گی اور شوہر اپنی خواہش نفس پوری کرنے کے لیے کسی برائی میں بھی مبتلا نہیں ہوگا۔ میں نے جو دوسرا نکاح کیا تو اس کے پس پردہ کچھ دینی اور تنظیمی مقاصد بھی تھے کہ اللہ نے اپنی بندی کو تنظیمی معاملات میں بڑی صلاحیت دی ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اپنے گھر کے اعتبار سے بھی اور تنظیم کے اعتبار سے بھی بڑا فائدہ ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ بہت سارے پہلوؤں سے دوسرے نکاح کی انسان کو ضرورت رہتی ہے اور اگر اللہ توفیق دے تو اس ضرورت کو پورا کرنا چاہیے۔

سوال: دوسرے نکاح کی سنت کو مزید کیسے فروغ دیا جا سکتا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: اس حوالے سے ترغیب دلانے میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ لوگوں کی ذہن سازی بھی ہونی چاہیے۔ دوسرے نکاح کے حوالے سے لوگوں کے ذہنوں میں کچھ غلط فہمیاں ہیں، کم علمی کی وجہ سے خوامخواہ کی مخالفت ہے یا کچھ بُری مثالوں کی وجہ سے منفی تاثرات ہیں تو ان کو دور کرنا ضروری ہے۔ اس حوالے سے مولانا اسلم شیخوپوریؒ کا ایک مضمون بہت اہم ہے جس میں انہوں نے دلائل کے ساتھ اور بڑے اعتدال کے ساتھ دوسرے نکاح کی ضرورت اور اہمیت پر روشنی ڈالی ہے۔ حالانکہ وہ خود معذور تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے بھی دوسری شادی کی تھی۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس طرح کے دلائل کو مختلف پیرایوں کے ساتھ عام کیا جائے تو بہت سے گھرانوں کی خواتین کا بھلا ہو جائے، بہت سے گھر اُجڑنے سے اور بہت سی زندگیاں تباہ ہونے سے بچ جائیں گی۔ آج ایک طرف بہت بڑی تعداد بغیر نکاح کے زندگی گزار رہی ہے اور دوسری طرف طلاق اور خلع کی شرح میں بھی خوفناک اضافہ ہو رہا ہے۔ اس بہت بڑے مسئلے سے نمٹنے کا واحد راستہ خالق کائنات نے بتادیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نکاح کو آسان بنایا جائے اور اس کو فروغ دیا جائے۔

سوال: ہمارے قانون نے بھی دوسری شادی کے لیے کچھ ایسی شقات رکھ دی ہیں کہ گویا اسے ناممکنات میں سے بنا دیا ہے۔ جیسا کہ پہلی بیوی سے اجازت لی جائے اور پھر یونین کونسل سے بھی اجازت نامہ لیا جائے۔

> **جہیز کے بڑے بڑے مطالبات، فضول کی رسومات اور لڑکی والوں پر بے پناہ اخراجات کا بوجھ نکاح کو مشکل بنا رہا ہے جبکہ دوسری طرف بے راہ روی کے راستے کھل رہے ہیں۔**

ہمارے ہاں دوسرے نکاح میں یہ بھی ایک بڑی رکاوٹ ہے اور اس کے علاوہ پہلی بیوی بھی اس کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔ اس حوالے سے آپ کیا کہتے ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: جو بیویاں شوہر کو دوسرے نکاح سے روکتی ہیں تو وہ اپنے شوہر کو کیا راستہ دکھانا چاہ رہی ہیں؟ کیا وہ کسی گناہ میں ملوث ہو جائے؟ جبکہ دین نے نکاح کا جائز راستہ بتایا ہے۔ صبر بھی ضروری ہے لیکن نکاح کو بھی آسان بنایا جائے۔ انڈیا میں ایک مرتبہ علماء نے مشترکہ فیصلہ کیا کہ نکاح اس وقت پڑھایا جائے گا جب کھانے کا وقت نہ ہو اور اس کا نکاح نہیں پڑھایا جائے گا جو جہیز کا مطالبہ کرے گا۔ اس طرح کے اقدامات یہاں بھی علماء کو کرنے چاہئیں۔ نکاح میں رکاوٹ بننا اصل میں لوگوں کو بے راہ روی کی طرف دھکیلنا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم دین کی تعلیم کی طرف لوگوں کو ترغیب دلائیں، دوسرے نکاح کے حوالے سے مثبت مثالوں کو عام کریں تاکہ نکاح کا معاملہ آسان ہو سکے، بہت سی خواتین کو تحفظ مل سکے، بہت سے مرد و خواتین کی زندگیاں برباد ہونے سے بچ جائیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ لوگوں کی آخرت بچ جائے۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ حیا اور ایمان دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جاتا ہے۔ اگر حیا جائے گی تو ایمان بھی جائے گا اور آخرت میں کامیابی کے لیے ایمان شرط لازم ہے۔ جب ان سارے معاملات کو شریعت کے دائرے میں رہ کر سمجھیں گے تو حکمتیں بھی سمجھ میں آئیں گی اور دوسرے نکاح کے حوالے سے اچھی مثالیں بھی پیش کریں گے تو آسانی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

❁❁❁

حالتِ احرام میں گرفتاری

ایوب بیگ مرزا

اللہ تعالیٰ سورۃ الحج کی آیت نمبر 25 میں فرماتا ہے: (ترجمہ) ''جن لوگوں نے کفر کیا اور جو اللہ کے راستے سے روک رہے ہیں اور اُس مسجد حرام کی زیارت میں مانع ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے بنایا ہے جس میں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق مساوی ہیں اس (مسجد حرام) میں جو بھی راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا اُسے ہم دردناک عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔'' اس مبارک آیت میں اللہ تعالیٰ کفر کا ارتکاب کرنے والوں سے مخاطب ہے کہ اگر وہ مسجد حرام کی زیارت میں رکاوٹ بنیں گے تو انہیں دردناک عذاب سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ظاہر ہے یہ قبیح حرکت اگر کوئی مسلمان یا مسلمان ریاست کرے گی، پھر یہ کہ یہ حرکت ایامِ حج میں کی جائے یعنی کسی مسلمان کے حج کرنے میں رکاوٹ پیدا کی جائے تو اس جرم کی سنگینی میں کس قدر اضافہ ہو جائے گا اور اس کا اندازہ کرنا ہرگز آسان نہیں ہے۔ کسی بھی مسلمان پر اس کے تصور سے ہی لرزہ طاری ہو جائے گا۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ ملک گیر شہرت کے حامل صحافی عمران ریاض حج کے کاغذات مکمل کر کے دو تین مرتبہ ایئرپورٹ پہنچے لیکن ہر مرتبہ اُنہیں سرکاری اہلکاروں نے کوئی نہ کوئی عذر تراش کر واپس بھیج دیا۔ حالانکہ اُن کا نام ECL میں بھی نہیں تھا۔ تب انہوں نے ہائیکورٹ سے رجوع کیا اور اُنہیں حج پر جانے کی عدالت نے اجازت دے دی۔ موصوف احرام باندھ کر جب ایئرپورٹ پہنچے تو وہاں مقامی پولیس کے اہلکاروں نے اُن کے ساتھ بدسلوکی کی اُن کو گھیر لیا اور احرام ہی کی حالت میں اُنہیں گرفتار کر لیا حالانکہ لاہور ہائی کورٹ نے واضح طور پر اُنہیں حج پر جانے کی اجازت دی تھی۔ ایئرپورٹ کے قریب اُن کی گاڑی پر پتھراؤ بھی کیا گیا۔ عینی شاہدوں کا کہنا ہے کہ اس بدسلوکی اور بدتمیزی پر پولیس کے دو اہلکار خود بھی رو پڑے۔ یہ بات بلا خوف تردید کی جاسکتی ہے کہ پاکستان میں پہلی مرتبہ کسی شخص کو حالتِ احرام میں گرفتار کیا گیا۔ ستم ظریفی کا اندازہ کریں کہ جب اُنہیں عدالت میں ایک شخص کے ساتھ 25 کروڑ روپے کے فراڈ کرنے کا ملزم بنا کر پیش کیا گیا تو مدعی خود کہہ اٹھا کہ اس شخص نے میرے ساتھ کوئی فراڈ نہیں کیا لہٰذا جج نے مقدمہ خارج کر دیا۔ لیکن عدالت کے باہر ہی اُن کی گرفتاری یہ کہہ کر دوبارہ ڈال دی گئی کہ اس شخص نے ایئرپورٹ میں لگے ایک بیریئر سے اپنی گاڑی ٹکرائی تھی اور کارِ سرکار میں مداخلت کی تھی اور ایک دن کا ریمانڈ لے لیا ایسے میں حج کا وقت گزر گیا تو اُنہیں رہا کر دیا گیا گویا مقصد صرف ایک مسلمان کو حج کرنے سے روکنا تھا۔

یہ کس درجہ کا گناہ ہے اس کا اصل فیصلہ تو علماء کرام اور مفتیان دین ہی کریں گے البتہ محض رائے دینا ہر کس و ناکس کا حق ہے۔ راقم کی نظر میں سورۃ الحج کی آیت نمبر 25 کافروں کو اس جرم پر دردناک عذاب کی خبر دے رہی ہے لیکن اگر خود مسلمان اس انتہائی سنگین جرم کے مرتکب ہوں گے تو جرم کی سنگینی میں انتہائی اضافہ ہو جائے گا۔ واللہ اعلم! ایک عجیب بات یہ کہی گئی کہ عمران ریاض کون سا بھلا آدمی ہے۔ اس پر راقم سر پکڑ کر بیٹھ گیا اور یہ سوال پریشان کرنے لگا کہ کیا حج کے لیے صرف مسلمان ہونا ہی شرط ہے یا تہجد گزار، راستباز، پاک باز، نفلی عبادات میں مصروف رہنے والا اور ہر قسم کے گناہ اور خطا سے بچا رہنے والا مسلمان ہی حج کرنے کا استحقاق رکھتا ہے۔ راقم نے تو نبی اکرم ﷺ کی ایک حدیث مبارک سنی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حج مبرور مسلمان کو گناہوں سے ایسے پاک کر دیتا ہے جیسے وہ معصوم نوزائیدہ بچہ ہے۔ گویا اللہ کا گناہ گار بندہ حج پر جائے گا تو معافی کی توقع کی جاسکتی ہے۔ ہم میں سے کون خطاؤں اور گناہوں سے بچا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے گناہ دھوڈالتا ہے۔

مسلمانانِ برصغیر نے تقسیم ہند کے لیے جان و مال کی قربانی دی تھی کہ ہم پاکستان کو ایک اسلامی ریاست بنائیں گے۔ پاکستان کا تو مطلب ہی لا الہ الا اللہ بتایا گیا تھا اور جس ہندوستان سے ہم الگ ہوئے تھے کہ وہ ہمارے اسلام میں رکاوٹیں کھڑی کرے گا۔ وہاں یعنی بھارت کی حکومتی عہدہ دار سمرتی ایرانی مسلمانوں کے لیے فریضہ حج ادا کرنے کے لیے سہولیات کی لمبی فہرست میڈیا کے سامنے پیش کر دیتی ہے۔ حکومت پاکستان کا کسی پاکستانی مسلمان کو فریضہ حج کی ادائیگی سے روکنے پر ایک شیطانی وسوسہ نے راقم کو بری طرح جھنجوڑ ڈالا کہ کیا تقسیم ہند کے خلاف بعض علماء اور دانشوروں کی یہ بات درست تو نہ تھی کہ پاکستان میں اسلام نہیں آئے گا اور بھارت میں مسلمان نہیں رہے گا۔ اِس وسوسہ کو فوری طور پر جھٹک دیا گیا، اس لیے کہ راقم بہرحال پاکستان کے قیام کو مسلمانوں کے لیے نعمت سمجھتا ہے۔ راقم کا ایمان ہے حالات آج جیسے نہیں رہیں گے۔ یہ سب، کچھ لوگوں کا امتحان ہے اور کچھ کو بے نقاب کر رہا ہے۔

راقم کو یہ سوال بھی مسلسل پریشان کر رہا ہے کہ گزشتہ دو سال سے ایسے واقعات کیوں ہو رہے ہیں جو گزشتہ پون صدی میں نہیں ہوئے تھے یا بڑی کم تر سطح پر ہو رہے تھے۔ امتِ مسلمہ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ کسی عورت کے خلاف عدت کے دوران نکاح کرنے پر نہ صرف مقدمہ قائم ہوا بلکہ عدالت نے خوبصورت عدل کرتے ہوئے میاں بیوی کو لمبی سزا سنادی۔ پاکستان میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ کسی سویلین حکومت نے آئین کو ٹکڑے ٹکڑے کیا ہو اور سپریم کورٹ نے اس کی تلافی نہ کی ہو (یاد رہے ماضی میں اگر کسی سویلین فرد یا حکومت نے آئین سے روگردانی کی تو سپریم کورٹ نے فوراً اس کی تلافی کر دی) پاکستان میں پہلی مرتبہ بعض خواتین کو طویل عرصہ سے جیل میں بند کیا گیا ہے اور جونہی اُن کی ایک مقدمہ میں ضمانت یا بریت ہوتی ہے، جیل سے باہر کھڑی پولیس کوئی نیا مقدمہ گھڑ کر اُنہیں دوبارہ گرفتار کر لیتی ہے۔ خدا جھوٹ نہ بلائے تو یہ عمل اندازاً ایک درجن مرتبہ دہرایا جا چکا ہے۔ سیاست دانوں کے خلاف جھوٹے مقدمات قائم کرنا پاکستان میں نئی بات نہیں ہے۔ لیکن اتنے احمقانہ اور مضحکہ خیز مقدمات آج تک پاکستان میں قائم نہیں ہوئے کہ خود پراسیکوٹر اپنی ہنسی نہ روک سکے اور عدالت میں قہقہے گونجتے رہیں۔

جیسے سائفر کیس، جس کے بارے میں کبھی حکومت کہے سائفر ایک جھوٹ ہے (ایک درباری صحافی تو یہ بھی

کہہ گئے کہ اگر کوئی سائفر آیا ہوگا تو میں صحافت چھوڑ دوں گا۔ اب جب اس حوالے سے اُن سے سوال کیا جاتا ہے تو وہ بات گول کر جاتے ہیں) جہاں تک سائفر کا تعلق ہے۔ عمران خان جب وزیر اعظم تھے تو اُن کی زیر صدارت سکیورٹی کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ جس میں سائفر پر گفتگو ہوئی اسے ملک کے داخلی معاملے میں مداخلت قرار دے کر ڈی مارش کرنے کا فیصلہ ہوا۔ بعدازاں شہباز شریف دور حکومت میں بھی سکیورٹی کمیٹی کا اجلاس ہوا جس میں امریکہ میں پاکستانی سفیر اسد مجید بھی شریک ہوا اور عمران خان کے دور میں ہونے والے سکیورٹی کمیٹی کے فیصلوں کو برقرار رکھا گیا۔ حیران کُن طور پر اب اُس کی گمشدگی کا مقدمہ ایک سیاسی لیڈر پر قائم کر دیا گیا۔ اسی لیے دوران سماعت ایک جج نے یہ ریمارکس دیے کہ مجھے تو مقدمہ کا سر پیر ہی پتہ نہیں چل رہا۔ قصہ کوتاہ ایسے ایسے واقعات ہو رہے ہیں جن کی نظیر نہیں مل رہی۔ راقم نے اس بات کا حوالہ اس لیے دیا ہے کہ 80 فیصد سے زائد پاکستانیوں نے ایک مؤقف اختیار کیا ہوا ہے اور مراعات یافتہ طبقہ یا سیاسی تعصب کے شکار حضرات صف مخالف میں کھڑے ہیں۔ تکلیف دہ بات یہ ہے کہ منبر ومحراب سے بھی جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنے کی آواز بہت کم آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم کے بارے میں کوئی خاص فیصلہ کر لیتا ہے تو پہلے ہر طرح سے اتمام حجت کر لیتا ہے۔ جیسے جیسے ظلم وستم کی دردناک داستانیں سامنے آ رہی ہیں خوف محسوس ہو رہا ہے۔ خاکم بدہن کوئی آسمانی آفت نہ ٹوٹ پڑے کیونکہ ظلم کبھی خالی ہاتھ نہیں لوٹتا، اللہ کے ہاں دیر ہے اندھیر نہیں۔ انسان مفادات کے تابع ہو کر یا خوف زدہ ہو کر ظلم پر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں لیکن آسمان ظلم پر ایک حد تک خاموشی اختیار کرتا ہے۔ پنجابی کی مثل ہے'' اَت خدا دا ویر۔'' اللہ اہل پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھے، کہیں حکمرانوں کے کرتوت عوام کو بھی نہ بھگتنے پڑ جائیں کیونکہ کہتے ہیں کہ گندم کے ساتھ گُھن بھی پس جاتا ہے۔ پھر یہ کہ اس نے مظلوموں کی آزمائش بھی کرنا ہوتی ہے کہ وہ کھڑے رہنے کی کتنی صلاحیت رکھتے ہیں اور ظلم کے خلاف جدوجہد میں کتنے مخلص ہیں اور ظالم کو بھی مکمل طور پر بے نقاب کرنا ہے تا کہ جب سزا کا معاملہ ہو تو اُس کے پاس جواب دینے کے لیے کچھ نہ ہو۔ راقم کو تو یہ فکر زیادہ نہیں ہے کہ اس سارے عمل میں کس سے کیا ہوتا ہے، اس لیے کہ سب امتحان سے گزر رہے ہیں۔ راقم کی اصل فکر اُس پاکستان کے لیے ہے جو کلمہ طیبہ کے نام پر وجود میں آیا تھا۔ جس سے اسلام کے نفاذ کے حوالے سے بڑی توقعات ہیں۔ جسے مملکتِ خداداد پاکستان کہا جاتا ہے وہ ایٹمی پاکستان جس سے امت مسلمہ کی بڑی امیدیں وابستہ ہیں۔ اس پاکستان کو ظالم اور کرپٹ مافیا بُری طرح نوچ رہا ہے اُس کا گوشت چٹ کر چکا ہے اور اب اُس کی ہڈیاں بھنبھوڑ رہا ہے۔ انہیں کوئی فکر نہیں چونکہ اُن کی جائیدادیں اور مال و دولت لندن، امریکہ اور خدا جانے کہاں کہاں ہیں۔ وہ پہلے کی طرح پھر اپنے بیرونی آقاؤں کے پاس پہنچ جائیں گے، مسئلہ تو ہمہ شُما کا ہے۔ بہرحال بندوں سے مایوس ہو کر بھی راقم کو اللہ کے فضل وکرم اور اُس کی رحمت سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں کہ وہ بڑا غفور رحیم ہے۔ ❀❀❀

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ممتاز آباد کے امیر سید راشد عباس کی والدہ محترمہ شدید علیل ہیں۔

برائے بیمار پرسی: 0300-6372561

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

پریس ریلیز 28 جون 2024ء

ملک میں استحکام فوجی آپریشن سے نہیں نفاذِ اسلام سے آئے گا

شجاع الدین شیخ

ملک میں استحکام فوجی آپریشن سے نہیں نفاذِ اسلام سے آئے گا۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ نیشنل ایکشن پلان کی اپیکس کمیٹی کے اجلاس میں سول اور عسکری قیادت کا 'عزم استحکام' کے نام سے فوجی آپریشن شروع کرنے کا اعلان ملک کے امن وامان کے لیے مزید تباہ کن ثابت ہوگا۔ اُنہوں نے کہا کہ ایک طویل عرصہ تک امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی بنے رہنے کے باعث ملک میں نفرتیں بڑھیں اور پاکستان کو تقریباً دو دہائیوں تک بدترین دہشت گردی کا سامنا کرنا پڑا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ دہشت گردی کے عفریت کا دوبارہ سر اُٹھانا انتہائی تشویش ناک ہے اور دہشت گردوں اور اُن کے اندرونی اور بیرونی سہولت کاروں کو منطقی انجام تک پہنچانا ضروری ہے لیکن ماضی کے فوجی آپریشنز میں بھی اصل اور بڑا نقصان ملک کے پُرامن شہریوں کا ہی ہوا۔ وہ نفرتیں جو ڈمہ ڈولہ میں مدرسہ کے 80 حفاظ طلبہ کو ڈرون حملہ میں شہید کیے جانے، سانحہ لال مسجد اور ان جیسے دیگر اندوہناک واقعات کے باعث پیدا ہوئیں، اُنہیں بارود کے استعمال سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ پھر یہ کہ آپریشن کی آڑ میں امارت اسلامیہ افغانستان کی سرزمین کو نشانہ بنانا ملکی سلامتی کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ اس سے پاکستان کی مشرقی سرحد کے ساتھ ساتھ مغربی سرحد بھی غیر محفوظ ہو جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ دہائی کے دوران دو فوجی آپریشنز کے باعث خیبر پختونخوا میں لاکھوں کی تعداد میں افراد بے گھر ہوئے اور بڑی تعداد میں آبادیاں صفحۂ ہستی سے مٹادی گئیں۔ اُنہوں نے ناصحانہ مشورہ دیتے ہوئے کہا کہ آج ملک کے ناراض طبقوں کے زخموں پر مرہم رکھنے کی ضرورت ہے۔ تمام افراد اور ادارے اپنی ماضی کی کوتاہیوں کو تسلیم کر کے نقصان کی تلافی کی کوشش کریں۔ ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھا جائے اور عالمی طاقتوں کے کھیل میں ملکی مفاد کو داؤ پر نہ لگایا جائے۔ تحمل کا مظاہرہ کرتے ہوئے مذاکرات کا راستہ اپنایا جائے۔ حکومت اور ریاستی اداروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ریاست کی رٹ قائم کرنے کے لیے طاقت کا بے دریغ استعمال کبھی فائدہ مند نہیں ہوتا۔ صرف جرم میں ملوث افراد کے خلاف آئین وقانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے کارروائی کی جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان نظریۂ اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا اور اس میں بسنے والے تمام لوگوں اور جغرافیائی اکائیوں کو جوڑنے والی واحد قوت آج بھی اسلام ہی ہے۔ لہٰذا نفرتوں کو ختم کرنے اور ملک میں امن وامان کی صورتحال کو بحال کرنے کے لیے ناگزیر ہے کہ پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی فلاحی ریاست بنایا جائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشرواشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

بھارت سیکولرازم سے ہندوتوا کی طرف جس تیز رفتاری سے جارہا تھا اس کو حالیہ انتخابات نے ایک روک لگادی ہے: ایوب بیگ مرزا

دنیا میں جو گریٹ گیم چل رہی ہے، حالیہ بھارتی انتخابات کے نتائج اس کے مفاد میں ہیں، کیونکہ مودی کی نسبتاً کمزور حکومت کو بیرونی طاقتیں اپنے مقاصد کے لیے استعمال کریں گی: رضاء الحق

میزبان: وسیم احمد

بھارتی انتخابات اور ہندو شدت پسندی کا زوال کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: گزشتہ دو انتخابات میں بی جے پی بہت بڑی اکثریت کے ساتھ کامیاب ٹھہری تھی۔ اس مرتبہ اس کا نعرہ تھا: اب کی بار چا سو پار لیکن حکومت بنانے کے لیے جتنی سیٹیں درکار تھیں ان سے بھی بہت کم سیٹیں حاصل کیں اور اتحادی جماعتوں کے ساتھ مل کر بمشکل حکومت بنانے میں کامیاب ہوئی ہے۔ گزشتہ دونوں انتخابات کے برعکس اس مرتبہ بی جے پی کو کم سیٹیں ملنے کی وجوہات کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: بھارتی لوک سبھا کے یہ اٹھارویں انتخابات تھے جن میں دو بڑے اتحاد حصہ لے رہے تھے۔ ایک نیشنل ڈیموکریٹک الائنس تھا جس کی سربراہی بی جے پی کر رہی تھی، دوسرا اتحاد انڈین نیشنل کانگریس کا تھا جس کو کانگریس لیڈ کر رہی تھی۔ حکومت بنانے کے لیے 272 سیٹوں کی ضرورت تھی جبکہ بی جے پی نے صرف 240 سیٹیں حاصل کیں جبکہ اس کی اتحادی جماعتوں نے 54 سیٹیں حاصل کیں، اس طرح 294 سیٹیں لے کر نیشنل ڈیموکریٹک الائنس حکومت بنانے میں کامیاب ہوا اور نریندر مودی نے تیسری مرتبہ وزیراعظم بن کر پنڈت نہرو کا ریکارڈ برابر کر دیا لیکن اس کی جیت میں ہار کا ایک عنصر نمایاں ہے۔ 2014ء کے انتخابات میں بی جے پی نے 282 سیٹیں حاصل کی تھیں، یعنی حکومت بنانے کے لیے درکار سیٹوں سے بھی دس سیٹیں زیادہ تھیں۔ 2019ء کے انتخابات میں تو بی جے پی نے گویا کلین سویپ کیا تھا اور اس کی اپنی 303 سیٹیں تھیں جبکہ اتحادیوں کو ملا کر کل 353 سیٹیں حاصل کی تھیں۔ گزشتہ دونوں انتخابات میں بی جے پی اس پوزیشن میں تھی کہ وہ خود حکومت بنا سکتی تھی۔ اس تناظر میں دیکھا جائے تو اس مرتبہ بی جے پی کو زبردست دھچکا لگا ہے اور وہ اکیلی حکومت بنانے کی پوزیشن میں بھی نہیں تھی جبکہ اس کے مقابلے میں کانگریسی اتحاد نے 2019ء کے انتخاب میں 91 سیٹیں حاصل کی تھیں جبکہ اس مرتبہ صرف کانگریس کی اپنی 99 سیٹیں ہیں اور اتحادیوں کے ساتھ مل کر اس نے 231 سیٹیں حاصل کی

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہیں۔ مودی سرکار کو خاص طور پر آندھرا پردیش اور بہار میں مسائل کا سامنا ہوگا کیونکہ آندھرا پردیش میں چندرا بابو نائڈو کی ٹی ڈی پی نے 16 سیٹیں حاصل کی ہیں اور بہار کے نتیش کمار کی جنتا دل نے 12 سیٹیں حاصل کی ہیں۔ ان دونوں صوبوں میں سپیشل سٹیٹس کا مطالبہ زور پکڑ رہا ہے جس سے بہت بڑی خرابی پیدا ہو گی۔ مودی نے جتنی بھی وزارتیں ابھی تک تقسیم کی ہیں ان میں سے تمام اہم وزارتیں بی جے پی کے پاس ہیں۔ بہر حال ایک (Hung parliment) جیسی صورتحال کا سامنا ہوگا۔ پہلی بار ایسا ہوا کہ الیکشن میں دھاندلی کا کوئی واقعہ سامنے نہیں آیا ہے تاہم پری پول رگنگ بہت ہوئی ہے۔ جیسا کہ کجریوال کی گرفتاری، میڈیا کو پیسے دے کر اپنے کنٹرول میں کرنا اور کانگریس کے اثاثے ضبط کرنا وغیرہ۔ پھر یہ کہ مودی شعبدہ بازی میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ الیکشن کے نتائج آنے سے قبل وہ 45 گھنٹے تامل ناڈو کی ایک چٹان پر واقع دینا کماری کے مندر میں رہے اور میڈیا ان کی سرگرمیوں کی پل پل کی خبریں دیتا رہا۔ 45 گھنٹوں کے بعد جب وہ مندر سے باہر آئے تو ہجوم میں ایک نعرہ گونجا: اب کی بار چار سو پار۔ لیکن نتائج نے یہ نعرہ پاش پاش کر دیا اور بھارت سیکولرازم سے ہندوتوا کی طرف جس تیز رفتاری سے جارہا تھا اس کو ان انتخابات نے ایک روک لگادی۔

سوال: اس الیکشن میں حیران کن طور پر بی جے پی ایودھیا میں بھی ہار گئی ہے جہاں بابری مسجد کی جگہ مودی نے رام مندر تعمیر کر کے پورے بھارت کے ہندوؤں کو متحرک کیا تھا۔ آپ کے خیال میں کیا انڈیا میں انتہا پسندی کا رجحان کم ہو رہا ہے اور نریندر مودی کا جادو ختم ہو رہا ہے؟

رضاء الحق: مودی ایک مشن پر ہے جس کا آغاز اس نے گجرات میں مسلمانوں کے قتل عام سے کیا۔ پھر 2014ء سے لے کر اب تک اپنے دو ادوار حکومت میں اس نے اپنے مشن کی تکمیل کے لیے بہت سارے اقدامات کیے۔ جیسا کہ بھارت کے قانون شہریت میں تبدیلی، کشمیر کا سپیشل سٹیٹس ختم کرنا اور ایودھیا میں رام مندر کی تعمیر وغیرہ۔ اس کے علاوہ اس نے حالیہ الیکشن سے قبل اپنی تقاریر میں بارہا اعلان کیا کہ بھارت میں مسلمانوں کو عائلی قوانین میں جو آزادی حاصل ہے اسے وہ وزیراعظم منتخب ہو کر ختم کر دے گا۔ اپنی ایک تقریر میں اس نے مسلمانوں کو عرب سے آئے ہوئے درانداز کہا۔ ایک تقریر میں اس نے مسلمانوں کو زیادہ بچے پیدا کرنے والے ناسور کہا۔ اس کے کہنے کا مطلب تھا کہ مسلمان ہندوؤں کے لیے خطرہ ہیں۔ پھر مودی نے ون نیشن ون الیکشن کا نعرہ بھی دیا۔ وہی نعرہ جی 20 کانفرنس میں بھی کارفرما نظر آیا۔ مودی کو اپنے مشن کی تکمیل کے لیے ملکی سطح پر بھی اور بین الاقوامی سطح پر بھی معاون و مددگار ملے ہوئے ہیں۔ بھارتی میڈیا اس کے کنٹرول میں ہے، بھارتی اسٹیبلشمنٹ اس کے ساتھ ہے اور مودی کو خوب استعمال کر رہی ہے۔ بھارتی عدلیہ بھی

اس مشن میں اس کے ساتھ ہے اور اس نے گجرات میں ہونے والے فسادات کے مجرموں کو چن چن کر بری کر دیا ہے۔ اسی طرح بابری مسجد کے حوالے سے بھی بھارتی عدلیہ کا فیصلہ شرمناک تھا۔ بین الاقوامی سطح پر امریکہ، اسرائیل اور یورپی یونین بھی اس کے ساتھ ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود حالیہ انتخابات میں بی جے پی کو کم ازکم اخلاقی شکست ہوئی۔ اس میں شک نہیں کہ مودی تیسری مرتبہ وزیراعظم بن جانے میں کامیاب ہوگیا لیکن انتخابات کے نتائج مودی کی توقعات کے برعکس تھے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ کانگریس نے بھارت جوڑو یاترا کے ذریعے بہت اچھی مہم چلائی۔ مسلمانوں کو بھی احساس ہوگیا کہ بی جے پی کی پالیسی ان کے حق میں نہیں ہے، اس لیے انہوں نے بھی بی جے پی کی مخالفت میں ووٹ دیا۔ چنانچہ جہاں بی جے پی کا ہولڈ تھا وہاں بھی اس کو شکست ہوئی۔ اس کے علاوہ درو راٹھی بھارت کا ایک مشہور وی لاگر ہے اس نے بھی مودی سرکار کو بے نقاب کیا۔ ایودھیا میں بی جے پی کی شکست کی دو بنیادی وجوہات تھیں۔ ایک یہ کہ وہاں بابری مسجد کو شہید کر کے مسلمانوں کو ناراض کیا گیا۔ دوسرا یہ کہ ایودھیا پر انتہا پسند ہندوؤں کی بڑھتی ہوئی اجارہ داری کو عام ہندو نے بھی محسوس کیا اور اس کے خلاف الیکشن میں ردعمل دیا۔ لیکن سوال پھر وہی پیدا ہوتا ہے کہ کیا مودی اپنا مشن چھوڑ دے گا؟ ممکن ہے مودی کی انتہا پسندانہ پالیسیوں کی وجہ سے بھارت کو جو نقصان پہنچا ہے وہ تھوڑی دیر کے لیے رُک جائے اور مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے خلاف اقدامات میں کچھ کمی آجائے لیکن چونکہ بی جے پی اور اس کی اتحادی جماعتوں کی سیاست نفرت پر مبنی ہے، اس لیے ہوسکتا ہے وہ اپنے ہاتھ سے نکلے ہوئے ہندو انتہا پسند ووٹ بینک کو دوبارہ حاصل کرنے کے لیے اقلیتوں کے خلاف مزید جارحانہ پالیسی اختیار کرے۔

سوال: نریندر مودی بھارت کے پہلے وزیراعظم جواہر لعل نہرو کا ریکارڈ برابر کرتے ہوئے تیسری دفعہ وزیراعظم تو بن گئے لیکن ان کو جو کمزور مینڈیٹ ملا ہے یہ انتہا پسندی کی طرف بی جے پی کے رجحان میں کچھ بریک لگا پائے گا؟

ایوب بیگ مرزا: میں سمجھتا ہوں کہ ایک بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ حالیہ بھارتی انتخابات میں جمہوریت کی فتح ہوئی ہے کیونکہ مودی فسطائیت کے راستے پر چل رہا تھا، وہ بھارت کا ہٹلر بن کر جمہوریت کو کچلتا چلا جا رہا تھا۔ اس نے میڈیا کو بھی اپنے کنٹرول میں کر لیا تھا اور بھارت کے بڑے صنعت کاروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا تھا جس کی وجہ سے معاشی سطح پر طبقاتی خلیج بڑھ رہی تھی، امیر پہلے سے زیادہ امیر ہو رہا تھا جبکہ عام آدمی غریب سے غریب تر ہوتا چلا جا رہا تھا۔ پھر یہ کہ سیکولرازم جو بھارت کی بنیاد ہے اس کو بھی مودی نے پاؤں تلے روند ڈالا تھا لیکن حالیہ انتخابات میں عوام نے ان پالیسیوں کے خلاف ردعمل ظاہر کیا اور مودی کے عزائم کے راستے میں ایک دیوار کھڑی کر دی۔ عوام نے جمہوریت کے حق میں ووٹ دیا ہے۔ ورنہ اگر چار سو پار والی بات ہو جاتی تو بھارت میں جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا جاتا۔ بعض لوگ یہاں تک کہہ رہے تھے کہ مودی جس راستے پر چل نکلا ہے ممکن ہے وہ ایک جماعتی نظام نافذ کر دے۔ ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ماضی میں سوائے اندرا گاندھی کی نافذ کردہ ایمرجنسی کے انڈیا میں بہرحال جمہوریت ڈی ریل نہیں ہوئی۔ لیکن اس ایمرجنسی کا نتیجہ بھی یہ نکلا تھا کہ اندرا گاندھی اپنی سیٹ بھی ہار گئی تھی۔ جب بھی آپ عوام کے ساتھ سختی کریں گے تو اُلٹا نقصان ہوگا۔ لوگوں کی ہمدردیاں دوسری طرف چلی جائیں گی۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ مودی ایک دوراہے پر کھڑا ہے۔ ممکن ہے وہ سمجھ جائے کہ عوام نے اس کی انتہا پسندانہ پالیسی کو ناپسند کیا ہے تو وہ تھوڑا سیکولرازم کی طرف جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ جس طرح کوئی فوج پسپا ہو رہی ہوتی ہے تو وہ زوردار حملہ کرتی ہے اسی طرح مودی بھی اپنی پالیسی میں جارحانہ طور پر آگے بڑھے اور وہ کر گزرے جو اس کا مشن ہے۔ اس صورت میں انڈیا کا بہت بڑا نقصان بھی ہوسکتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بھارت میں مڈٹرم الیکشن کی نوبت آجائے۔

> **مودی نے الیکشن سے قبل اپنی تقاریر میں بارہا اعلان کیا کہ بھارت میں مسلمانوں کو عائلی قوانین میں جو آزادی حاصل ہے اسے وہ وزیراعظم منتخب ہوکر ختم کردے گا۔**

ایک بات یہ بھی سننے میں آرہی ہے کہ مودی کی خواہش ہے کہ اگر اس کی پالیسی نہ چل سکی تو 2027ء میں وزارت عظمیٰ سے مستعفی ہو کر صدارت کا اُمیدوار بن جائے گا۔ بہرحال مودی کی جو شخصیت ہے مجھے نہیں لگتا کہ وہ حالات کو سمجھے گا بلکہ وہ حالات سے ٹکرانے کی کوشش کرے گا اور پاش پاش ہو جائے گا۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ مودی کے دور میں بھارت ترقی کر رہا تھا حالانکہ اس ترقی میں نمائش زیادہ تھی جبکہ اخلاقی اور فکری سطح پر بھارت بہت بڑے گڑھے میں گر رہا تھا۔ عوام نے حالیہ انتخابات میں بھارت کو اس گڑھے میں گرنے سے روکا ہے۔ جمہوریت میں خامیاں بھی ہیں مگر کچھ اچھائیاں بھی ہیں۔ جیسا کہ بھارت میں جمہوریت کی فتح نے انتہا پسندی کا راستہ روکا ہے۔

سوال: حالیہ بھارتی انتخابات، ان کے نتائج اور خاص طور پر مودی کے تیسری مرتبہ وزیراعظم بن جانے سے اس خطے کی سیاست اور پوری دنیا میں جو گریٹ گیم چل رہی ہے اس پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

رضاء الحق: میرے خیال میں امریکہ، مغربی یورپ اور اسرائیل انتہائی خوش ہوں گے کہ مودی وزیراعظم بن گیا کیونکہ ان کے لیے مودی سے زیادہ موزوں انڈیا میں کوئی نہیں ہے۔ پھر یہ کہ کمزور حکومت بیرونی طاقتوں کے مفاد میں ہوتی ہے۔ خاص طور پر جب کوئی جماعت خود حکومت بنانے کی پوزیشن میں نہ ہو اور اتحادیوں کی محتاج ہو تو بیرونی طاقتیں زیادہ پریشر ڈالنے اور اپنے مفادات پورے کروانے کی پوزیشن میں ہوتی ہیں۔ امریکہ اور اسرائیل کے مستقبل کے جو منصوبے ہیں، محسوس ہوتا ہے کہ ان کے لیے اب انڈیا کو زیادہ استعمال کیا جائے گا۔ بھارت کے فوجی پہلے ہی غزہ میں جا کر اسرائیل کے لیے لڑ رہے ہیں، اسلحہ اور بارود بھی انڈیا سے جا رہا ہے، ڈرونز بھی جا رہے ہیں لیکن یہ سلسلہ اب مزید بڑھ جائے گا۔ مغربی یورپ کا معاملہ بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔ روس اور چین کو بھی جہاں بھارت کی ضرورت ہوگی وہاں اس کو استعمال کریں گے۔ یعنی دنیا میں جو گریٹ گیم چل رہی ہے اس کے لیے حالیہ بھارتی انتخابات کے نتائج موزوں ہیں۔ دوسری طرف مودی کی انتہا پسندی کو بھارتی انٹیلی جنس نے بھی خوب استعمال کیا۔ خاص طور پر کینیڈا اور امریکہ میں سکھ رہنماؤں کی ٹارگٹ کلنگ کی گئی۔ اسی طرح پڑوسی ممالک میں بھی دہشت گردی اور ٹارگٹ کلنگ کا سلسلہ بھارتی ایجنسیوں کے لیے معمول رہا۔ یہ سلسلہ مودی کی وزارت عظمیٰ میں اب بھی جاری رہ سکتا ہے۔ عالمی گریٹ گیم میں دنیا کے جو بڑے کھلاڑی ہیں وہ یقیناً انڈیا کو اہمیت دیتے ہیں۔ دنیا میں جتنی بھی بڑی کمپنیز ہیں ان میں سے اکثر کے سی ای اوز انڈیا سے ہیں اور زیادہ تر سربراہان مملکت کے ماتحت لوگوں میں سے بھی اکثر بھارتی ہیں۔ انڈیا نے بہرحال دنیا میں اپنا اثر ورسوخ پیدا کیا ہے اور اپنی طاقت بھی بڑھائی ہے۔ اس کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ عالمی طاقتیں پاکستان کے مقابلے میں بھارت کو سپورٹ کرتی ہیں اور اس کی سہولت کار ہیں چاہے انڈیا

نسل کشی کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو رہا ہو۔ عالمی گریٹ گیم میں بہرحال انڈیا کا رول ہے۔

سوال: 2024ء اس اعتبار سے بہت اہم ہے کہ پاکستان اور بھارت دونوں ممالک میں الیکشنز ہوئے ہیں۔ آپ کے نزدیک انڈیا میں جمہوریت کی فتح ہوئی ہے اور آزادی کے بعد سے اب تک وہاں جمہوریت کا تسلسل برقرار رہا ہے، اس تناظر میں آپ پاکستان اور بھارت دونوں ممالک کے انتخابات کا موازنہ کس طرح کریں گے؟

ایوب بیگ مرزا: صاف بات یہ ہے کہ پاکستان اور بھارت کے انتخابات کا تقابل کیا ہی نہیں جا سکتا۔ پہلے بھی پاکستان انتخابات کے حوالے سے بھارت سے بہت پیچھے تھا اور اب تو کوئی تقابل رہا ہی نہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ انڈیا میں کوئی نگران حکومت نہیں ہوتی بلکہ پہلے سے موجود حکومت کی نگرانی میں الیکشن ہوتے ہیں اور 40 دن سے زیادہ عرصہ انتخابات میں صرف ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود کہیں سے دھاندلی کے الزامات سامنے نہیں آتے کہ کہیں نتائج تبدیل کیے گئے ہوں یا جعلی ووٹ کاسٹ کیے گئے ہوں۔ جبکہ پاکستان کا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔ یہاں کوئی الیکشن ایسا نہیں گزرا جس میں دھاندلی کے الزمات نہ لگے ہوں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ 1970ء کے انتخابات شفاف تھے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں بھی واضح طور پر دھاندلی ہوئی۔ دھاندلی پہلے بھی ہوتی تھی، کبھی پانچ فیصد، کبھی دس اور کبھی پندرہ فیصد لیکن آپ کسی برائی کو پانچ دس پرسنٹ سے اُٹھا کر اسی نوے فیصد پر لے جائیں تو وہ دنیا سے چھپی نہیں رہ سکتی اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اس کا ردعمل سامنے نہ آئے اور نتیجہ آپ دیکھ رہے ہیں کہ عدم استحکام مزید بڑھ رہا ہے۔ اس سے بڑی دھاندلی کیا ہوگی کہ پاکستان کی ایک بڑی پارٹی جس کا دعویٰ ہے کہ وہ پاکستان کی سب سے بڑی پارٹی ہے اس کا انتخابی نشان ہی چھین لیا گیا۔ حالانکہ سپریم کورٹ کا فیصلہ موجود ہے کہ کسی پارٹی کا انتخابی نشان نہیں چھینا جا سکتا۔ اللہ کرے پاکستان میں بھی کوئی وقت آئے کہ یہاں بھی الیکشن میں دھاندلی کا الزام نہ لگے اور لگے بھی تو تھوڑا بہت لگے، ایسا نہ ہو کہ فارم 45 کچھ اور کہہ رہا ہو جبکہ فارم 47 کچھ اور کہہ رہا ہو۔ یہ کام پہلی دفعہ ہوا ہے۔ پاکستان کو اس معاملے میں بڑی اصلاح کی ضرورت ہے۔

سوال: نریندر مودی نے حکومت بناتے ہی مسلم دشمنی کا ثبوت دے دیا۔ اس کے سابقہ دونوں ادوار میں کم از کم ایک مسلمان وزیر کابینہ میں ضرور ہوتا تھا لیکن اس مرتبہ اس نے علامتی طور پر بھی کسی مسلمان کو وزیر نہیں بنایا۔ اس مسلم دشمنی کی کیا وجوہات ہیں اور اس کے وہاں کی مسلم کمیونٹی پر کیا اثرات مرتب ہوں گے؟

رضاء الحق: جب سے مودی حکومت میں آیا ہے، ہر گزرتے دن کے ساتھ اس کی انتہا پسندی بڑھی ہے کم نہیں ہوئی۔ 2014ء میں پہلی بار جب وہ وزیراعظم بنا تھا تو اس وقت وہ اتنا کٹر مذہبی نہیں تھا لیکن اب آپ دیکھ لیں کہ حالیہ الیکشن کے دوران وہ 45 گھنٹے ایک مندر میں بیٹھا رہا ہے اور میڈیا نے اس کو فل کوریج دی ہے۔ یعنی آہستہ آہستہ وہ سیاسی لیڈر سے مذہبی لیڈر بنتا جا رہا ہے۔ وہ خود RSS کا ممبر بھی ہے جو کہ 1925ء میں قائم کی گئی تھی۔ RSS نازی جرمنی کے ہٹلر سے متاثر ہے اور ہندوتوا کی فلاسفی پر گامزن ہے۔ RSS اور VHP کا گٹھ جوڑ بھی کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے۔ اب تو ان کی انتظامیہ اور عدلیہ بھی

> **بھارت کے فوجی پہلے ہی غزہ میں جا کر اسرائیل کے لیے لڑ رہے ہیں، اسلحہ اور بارود بھی انڈیا سے جا رہا ہے، ڈرونز بھی جا رہے ہیں لیکن یہ سلسلہ اب مزید بڑھ جائے گا۔**

اسی رنگ میں رنگی جا چکی ہے اور واضح دکھائی دیتا ہے وہ مسلم مخالف اور ہندو انتہا پسندی کے حق میں ہیں۔ وہ اگر نازی جرمنی کے انجام سے سبق سیکھ لیں تو بھارت کے لیے بہتر ہوگا لیکن محسوس یہ ہوتا ہے کہ وہ سیکھنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور ابھی بھی اسی بات پر قائم ہیں کہ ہم نے بھارت کو کٹر ہندو ریاست بنانا ہے۔ اکھنڈ بھارت، جو کہ ایک دیو مالائی کہانی اور خیالی پلاؤ ہے جس کا تاریخ میں کہیں بھی کوئی وجود نہیں ملتا، ان کی پالیسی کا کارنر سٹون (cornerstone) ہے اور اسی بنیاد پر وہ مسلمانوں کے خلاف اقدامات کرتے چلے آرہے ہیں۔ بنیادی طور پر مودی اور اس کے ہمنوا ہندو انتہا پسند طبقہ کی جوہٹ دھرمی ہے یہ علیحدگی پسند تحریکوں کو تقویت دیتی ہے۔ اس وقت بھی انڈیا میں 21 کے قریب علیحدگی پسند تحریکیں چل رہی ہیں جن میں سکھوں کی خالصتان تحریک بھی شامل ہے۔ سکھوں کے خلاف بھی ان کے مظالم روز بروز بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ جب ان کو کارنر کیا جائے گا تو وہ بہرحال جواب دیں گے۔ مسلمانوں کے خلاف تو ان کی پالیسی بہت واضح ہے۔ بہت سارے علاقوں میں مسلمانوں کے خلاف اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ یہی چیز آگے چل کر علیحدگی پسند تحریکوں میں ایسی جان پیدا کرے گی کہ انڈیا میں خانہ جنگی شروع ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کے لیے واحد راستہ یہی ہے کہ وہ سیاسی طور پر متحد ہوں، جیسے اس مرتبہ انہوں نے متحد ہو کر بی جے پی کا راستہ روکا ہے۔ اسی طرح دیگر اقلیتیں جو بی جے پی کی پالیسیوں سے خائف ہیں وہ بھی متحد ہو جائیں۔ تمام اقلیتوں کے لیے متحد ہو کر مزاحمت کرنا آسان ہو جائے گا اور ایک مشترکہ سیاسی جدوجہد کے ذریعے وہ بی جے پی کو دباؤ میں لا سکتے ہیں۔

❁❁❁

دعائے مغفرت — انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ سرگودھا کے مبتدی رفیق چودھری ثناء اللہ وینس وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0300-6038926

☆ حلقہ کراچی جنوبی، لانڈھی تنظیم کے مبتدی رفیق سید ممتاز حسن وفات پا گئے۔
برائے تعزیت (بیٹا): 0311-1279257

☆ حلقہ پنجاب جنوبی کے منفرد اسرہ خانیوال کے ملتزم رفیق محمد ذوالفقار کی والدہ وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0321-7491225

☆ حلقہ پنجاب جنوبی، ممتاز آباد کے ناظم بیت المال شیخ ایوب کی بھابھی وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0305-5805323

☆ حلقہ کراچی وسطی، بنوری ٹاؤن کے امیر جناب عمران عثمان کے سسر وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-2524312

☆ حلقہ بہاول نگر، چشتیاں کے امیر جناب محمد امین نوشاہی کے چھوٹے بھائی غلام ربانی وفات پا گئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد غربی کے مبتدی رفیق جناب محمد اشفاق احمد کے بہنوئی وفات پا گئے۔

☆ ہفت روزہ ندائے خلافت کے ڈسپیچ انچارج محترم نعیم احمد عباسی کی خالہ وفات پا گئیں۔

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان کے ناظم تربیت محترم نور خالد کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

چھٹ گئی ہے ملمع کی سب نمود

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

حج اس سال غزہ اور اقصیٰ کے شہداء کے خون کی لالی اور یہود کے ہاتھوں قدس اور غزہ کی مساجد کی بے حرمتی کے مناظر اپنے پس منظر میں لیے آیا اور گزر گیا۔ تکبیرات، تلبیہ حاجیوں کی پکار میں آواز ملاتے غزہ کے نوجوانوں، بچوں نے بھی بلند کیا۔ شیاطینِ کل عالم پر رمی جمار کی چاہ، منیٰ سے باہر بھی غیر حاجیوں نے پوری کی! حاضری کس کی قبول ہوئی۔ تلبیہ کس کا دل کی گہرائیوں سے اور کس کا نفس اور شکم کے خم و پیچ سے ہو کر نکلا۔ کون دلاں دیاں جانے ہُو!

یہ منظر غزہ کا ہے: غزہ کا نوجوان 6 ماہ کی بچی گود میں اٹھائے، ولولوں سے بھرپور، زندگی سے مہکتا، ذوق وشوق سے بچے ہمراہ لیے لبیک اللھم لبیک غزہ کے ملبوں کے درمیان پکارتا چلا جا رہا ہے۔ قبلہ اوّل کے لیے بلاؤں سے گزرتے، حرم کے محافظ، ہر زخم مسکرا کر جھیلتے، شعب ابی طالب، طائف، احد احد پکارتے بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بیٹے، لبیک ان کی کتنی معتبر ہے! حاضر تو یہی ہیں! کسی کی لبیک حاضری پر بھی قبول نہ ہو خدانخواستہ اور کسی کی لبیک شہید مساجد کے ملبوں کے بیچ چلتے پھرتے قبول ہو جائے، قریب ومجیب رب کے سوا کسے معلوم! غزہ کی گلی گلی میں نیز سرنگوں میں مجاہدین کی تکبیرات کی رونق سے کھنڈر بھی دمک رہے تھے! غزہ کا زخمی کٹی ٹانگوں کے ساتھ وہیل چیئر پر۔ پیچھے پیچھے بچوں کی بارات اور اللہ اکبر کبیراً کی صدائیں گرج گونج کر بتان آزری کو رب تعالیٰ کی کبریائی سے دہلاتی رہیں! ہواؤں فضاؤں میں پھیلتی اسرائیل کو حواس باختہ نفسیاتی مریض بناتی رہی ہیں۔ اسرائیلی فوجی مسلسل خودکشی کر رہے ہیں۔ نفسیاتی علاج کی درخواستیں 3 گنا بڑھ چکی ہیں۔ 18 ہزار افراد کی لسٹ موجود ہے۔ 29 فیصد اسرائیلی نفسیاتی بیماری PSTD میں مبتلا، 42 فیصد ڈپریشن کا شکار، 44 فیصد اضطراب بے چینی (Anxiety) کے مریض۔ غزہ قیامتوں سے گزر کر بھی ہنستا مسکراتا، ولولوں سے بھرا قرآن، تکبیرات۔ کلمات ذکر سے فضائیں معطر کرتا سکینت، اطمینانِ قلب بانٹ رہا ہے۔ ملبے میں دبی بچی کو جس محبت، شفقت، دل سوزی، احتیاط سے اللہ اکبر فللہ الحمد کی پکاروں میں نکال رہے ہیں، یہ انہی کے سیرت وکردار اور حوصلوں کی عظیم داستان ہے (اس سے پہلے یہ سب شام پر روس، امریکا، بشار الاسد کے ہاتھوں، دنیا کی نگاہوں سے اوجھل رکھ کر ہو گزرا۔ وہاں وائٹ ہیلمٹ، نامی رضا کار شیر جوان بھی ایسے ہی تھے پورے خطے کی تباہی فتنہ دجال کا حصہ ہے) ہم کہاں کھڑے ہیں؟ وہ اقصیٰ کے محافظ، ہم میکڈونلڈ کے محافظ! جب اسلام آباد میں نوجوانوں نے میکڈونلڈ پر مظاہرہ کرنے کی جسارت کی تو پولیس ڈنڈے لیے ٹوٹ پڑی۔ گرفتار کر لیا۔ حوالہ حوالات ہوئے اس گستاخی پر!

حج میں شیاطین پر کنکریاں برسیں، یہاں کتائب القسام مجاہدین نے "رجوم" راکٹ دشمن کے کمانڈ ہیڈ کوارٹر پر برسا کر تعینات شیطانی، دجالی اسرائیلی فوج کو نشانہ بنایا۔ ادھر استنبول میں بعد نمازِ عید ترک نمازیوں نے تکبیرات پڑھتے، سینگوں والے شیطانی بائیڈن اور نیتن یاہو کے تصویری پوسٹر پر کنکریاں برسا کر سلگتے دل ٹھنڈے کیے۔ یہ تو مسلم عوام ہیں اور حکمران؟ بحرین میں اسی ماہ خفیہ اجلاس میں اسرائیلی افواج کا چیف اسٹاف ہرزی ہیلوی، اردن، سعودی عرب، امارات کے فوجی نمائندے امریکی سینیٹ کے تحت، باہمی تعاون کے لیے سر جوڑ بیٹھے تھے! اولٰئک کالانعام بل ھم اضل ...... جانوروں کی طرح سمجھ سوچ فکر سے عاری بلکہ اس سے بھی گئے گزرے پتھروں کی طرح سخت دل بلکہ اس سے بھی سخت تر! انہی نے اسرائیل کو سہارا حوصلہ دے رکھا ہے ورنہ اسرائیلی فوج کے چھکے چھوٹ رہے ہیں۔ مجاہدین کے ہاتھوں منہ کی کھا رہے ہیں۔ قسام نے ہفتے (15 جون) کی صبح 8 اسرائیلی فوجی مار ڈالے۔ 22 جنوری کو 21 قابض فوجیوں کے مرنے کے بعد یہ دوسرا شدید دھچکا ہے۔ اسرائیلی عوام کا پیمانہ صبر لبریز ہو چکا۔ شدید مظاہرے جنگ کے خلاف، حکومتی حکمت عملی کے خلاف جاری ہیں۔ فوج اور سیاسی حکومت مابین دراڑیں پڑ رہی ہیں۔ سابق جرنیل کا کہنا ہے یہ ایسی شکست ہے جو اسرائیل نے اپنے قیام سے لے کر آج تک نہیں دیکھی۔

اور حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا پر بلا شرکت غیرے اَن دیکھی حکومت یہود کی چل رہی تھی۔ سرمایہ کاری، بینک، تحقیقی علمی اداروں پر گرفت، میڈیا نیٹ ورک، سیاست عالمی سطح پر، وال اسٹریٹ کی ساری دولت، جوا، فلم انڈسٹری، پورنوگرافی (فحش نگاری ہمہ نوع)، غیر اخلاقی خفیہ بدکاری کی ویب سائٹس، رسالے، کلب کھربوں ڈالر کی یہ صنعتیں یہودی کنٹرول کرتے ہیں۔ آج پوری دنیا اسرائیل کے خلاف اٹھی کھڑی ہوئی ہے۔ یہود دشمنی (Anti-Semitic) کا کوڑا جو دوسروں پر مسلط رکھا گیا، اب اسے کوئی خاطر میں نہیں لاتا! ایک مذاق بن چکا ہے۔ جاپانی تک اتنے غیور ہو گئے کہ ان کے ہوٹل اسرائیلی سیاحوں کے ٹھہرانے سے انکاری ہیں۔ اسرائیلی فوج کو جگہ دینا وہ جنگی جرم کے مترادف جان رہے ہیں!

نوجوان طلبہ ''جین زی'' نسل بھونڈ بن کر ان کی جان کو چمٹ گئی ہے۔ امریکا کے بعد برطانیہ، فرانس جرمنی میں بھی ردعمل شدید ترین ہے۔ لندن اسکول آف اکنامکس کے طلبہ اپنے موقف پر ڈٹے کھڑے ہیں۔ یونیورسٹی کو اسرائیل میں سرمایہ کاری سے روکنے کو۔ وہ اسے ''گلوبل طلبہ انقلاب'' کا نام دے رہے ہیں اور یہ حقیقت ہے۔ وہاں کا نظامِ تعلیم بھی پنجہ یہود میں ہے، یہ طلبہ نے جان لیا اور جھاڑ کا کانٹا بن کر لپٹ گئے۔ موقر ترین تعلیمی اداروں کو ہلا کر رکھ دیا۔ پاکستان میں نظامِ تعلیم برطانیہ کی غلامی کا نام ہے۔ اپنی شناخت سے دست برداری۔ بدترین معیار تعلیم، اختلاط ہر سطح پر رائج کر کے صرف عشق عاشقی، ہولی، دیوالی، میلے ٹھیلے! نہ اُردو، نہ انگریزی، نہ سائنس، نہ تاریخ جغرافیہ! سب سے تہی دامن۔ چرب زبانی، فریب کاری، مکاری، کرپشن کی تربیت، یہ حاصل ہے تعلیم کا، جواب بزنس، تجارت بن چکی۔ برطانوی طلبہ نعرہ زن ہیں کہ ہمیں اپنے نصاب غیر استعماری بنانے ہیں۔ قومی مارچ برائے فلسطین چل رہا ہے۔ جرمنی، فرانس، برطانیہ میں مظاہروں میں شدت وحدت اتنی ہے گویا یہ انہوں نے قومی مقصد ٹھہرا لیا ہے کہ فلسطین آزاد کروائیں گے! امریکا میں بھی تحریک کا یہی عالم ہے۔ ''کوڈ پنک'' کے متحرک کارکن ہر اہم مقام میٹنگ میں جا پہنچتے اور منتظمین کی جان کو آ لیتے ہیں۔ AIPAC (جو امریکی اسرائیلی پبلک آفیئرز کمیٹی ہے، اسرائیلی نواز پالیسیاں یقینی بنانے کو اہم

حلقوں پر اثر انداز ہوتی ہے) کے غیر رسمی غیر دفتری اکٹھ میں پہنچ کر ان کارکنان نے قتل عام اور غزہ مظالم کے طعنے دے کر ان کا بیٹھنا حرام کردیا! اس دوران غزہ کے اغوا کردہ شہری قیدیوں پر خوف ناک تشدد، فاقہ زدگی، غیر انسانی حالات میں تمام تر عالمی قوانین کے چیتھڑے اڑانے کی خبریں بھی سامنے آئیں۔ 12 سالہ معصوم بچے پر قید میں خوف، بھوک اور تشدد توڑا۔ اس نے (بچے کی ویڈیو کے ذریعے) اسرائیل کا مکروہ کردار، بھیانک ترین جرائم کا راز فاش کردیا۔ اتنا کہ اسرائیل نوازی جرم بنتی جارہی ہے ؎

باطل ہوئے حقوق کے اعلامیے تمام
پل بھر میں چھٹ گئی ہے ملمع کی سب نمود

پاکستان کی غزہ سے بے نیازی پر ہم ہی سمجھ بیٹھے تھے کہ شاید قوم بالکل بے حس مردہ ضمیر ہوچکی۔ مگر سانگھڑ میں ایک معصوم اونٹنی پر وڈیرے کے ظلم پر (کھیت میں چرنے پر ٹانگ کاٹ ڈالی) جس طرح بریکنگ نیوز بنی، سوشل میڈیا پر شور وغل مچا، حساسیت کی شدت بھڑک اٹھی تو اطمینان ہوا کہ یہ ظلم برداشت نہ کرنے والی قوم ہے! (مگر اس کے لیے اونٹ، کتا، گدھا ہونا ضروری ہے، گدھے کے ایک واقعے کا بھی لوگوں نے ازخود نوٹس لیا)۔ گورنر سندھ کامران ٹیسوری کا بیان تو اسلامی تاریخ سے ناواقفیت کا شاہکار ہے (ملاحظہ فرمائیں: حضرت صالح "علیہ السلام رضی اللہ عنہا" کے دور میں ایک اونٹنی پر ظلم پر اللہ کا عذاب پوری قوم پر آیا، قوم ختم کردی گئی۔ ہماری پوری قوم کو اللہ کے حضور معافی مانگنی چاہیے)۔ ڈی چوک پر دو جیتے جاگتے انسان غزہ پر آواز اٹھانے کے جرم میں کچل دینے پر قوم کی پیشانی پر بل نہ آیا؟ حیوانی ہمدردی کے زمزمے ابل پڑے۔ اسلامی قوانین کی بات کریں تو وہ ٹانگ کے بدلے ٹانگ ہے۔ (اونٹنی کی ٹانگ کے بدلے وڈیرے کی ٹانگ؟ فلسطینیوں کی ٹانگوں کا بدلہ نیتن یاہو کی صرف 2 ٹانگوں سے چکانے بارے کیا اجازت ہوگی؟) گورنر نے کہا کہ اونٹنی کے مالک کو انہوں نے 2 اونٹنیوں کا تحفہ دے دیا ہے (یہ عوام کے ٹیکسوں سے دیا گیا تحفہ ہے، گورنر کی ذاتی جیب سے حاتم طائی کی قبر پر لات نہیں ماری جاسکتی!) گرہمی وڈیرہ وہمی گورنر۔ کارِ سرکار تمام خواہد شد! پاکستان کی فراست کا یہ گورنری شاہکار۔ ایں سرکار ہمہ خانہ آفتاب است! سوا ئیمی پاکستان، اُمت کا گلِ سرسبد پاکستان، داستانِ پارینہ رہ گئی! راکھ کے ڈھیر میں شعلہ ہے نہ چنگاری ہے!

❁❁❁

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

عام وہ لفظ ہے جو ان تمام افراد واقسام کو شامل ہو جو اس کے مفہوم میں شامل ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ چنانچہ لفظ الربوا کے عام ہونے کا معنی یہی ہے کہ اس کا اطلاق صرف صرفی قرضوں پر نہیں کیا جاسکتا بلکہ یہ ہر قسم کے قرضوں پر محیط ہوگا۔ اصول سرخسی میں ہی ہے کہ وہ الفاظ بھی عام ہونے پر دلالت کرتے ہیں جن کے حقیقی معنی میں عموم وشمول موجود ہو' جیسے کل' جمیع' عامۃ' کافۃ وغیرہ۔ عام کی اس قسم کو سامنے رکھا جائے تو یہ قسم درج ذیل حدیث مبارکہ کے حوالے سے ہر نوع کے قرض پر ربا کا اطلاق کیے جانے پر دلالت کرتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((کُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا فَھُوَ رِبًا))

(المطالب العالیہ از ابن حجر: ج ۱' ص ۴۴۱ رقم: ۱۳۷۳ طبع بیروت)

''ہر قرض جو فائدہ کھینچے وہ ربا ہے۔''

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 797 دن گزر چکے!

غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ جولائی 2024ء
محرم الحرام ۱۴۴۶ھ

مشمولات

☆ عرضِ احوال: یومِ تکبیر اور تکبیرِ ربّ کے تقاضے! — خورشید انجم
☆ بیان القرآن: سُورۃُ الْفَجر + سُورۃُ البَلَد — ڈاکٹر اسرار احمدؒ
☆ حسنِ معاشرت: خاندانی استحکام کے اصول — حافظ عاطف وحید
☆ سالِ نو مبارک: محرم الحرام: نئے ہجری سال کا آغاز — ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی
☆ ارضِ مقدس: نوجوان مسلم اور مسئلہ فلسطین — ریان بن نعمان اختر
☆ مرادِ رسولؐ: خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ — سیدہ حفظہ احمد
☆ تذکر وتدبر: یہود ونصاریٰ کی حقیقت — سعد عبداللہ
☆ دعوت وعزیمت: فریضۂ اقامتِ دین اور میرا گھر — عبدالرؤف
☆ انوار ہدایت: خدمتِ خلق — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ دعوتِ فکر: موجودہ دور میں اہلِ ایمان کی ذمہ داری — ممتاز ہاشمی

☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 50 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 500 روپے

مکتبہ خُدام القرآن لاہور
36-K، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون 3-35869501(042)
maktaba@tanzeem.org 0301-1115348

1947ء سے فارم 47 تک

عبدالرؤف، معاون شعبہ تربیت

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد سے پہلے بنی اسرائیل پر جو مظالم ڈھائے جا رہے تھے، ان میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بعد بھی جب کوئی کمی واقع نہ ہوئی تو بنی اسرائیل نے اپنا رونا جس انداز میں رویا، اس کو سورۃ الاعراف کی آیت 129 میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:

﴿قَالُوْٓا اُوْذِیْنَا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَاْتِیَنَا وَمِنْۢ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ط﴾ (ترجمہ): ''وہ کہنے لگے (اے موسیٰ) ہمیں تو ایذا پہنچی آپ کے آنے سے قبل بھی اور آپ کے آنے کے بعد بھی۔''

اس آیت کے پہلے حصے کی روشنی میں اگر پاکستانی قوم کے حالات کی طرف نظر دوڑائی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ جو ملک خدا کے نام پر حاصل کیا گیا اور قیام پاکستان سے قبل مسلمانانِ برعظیم نے خیبر تا راس کماری ایک ہی نعرہ لگایا کہ ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ''۔ نہ صرف نعرہ لگایا بلکہ اللہ کے آگے گڑگڑا کر دعائیں بھی مانگیں کہ اے اللہ! اگر تو ہمیں ایک آزاد ملک عطا فرما دے تو وہاں تیرے دین کا بول بالا کریں گے اور تیرے نبی ﷺ کا عطا کردہ نظام زندگی نافذ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری دعائیں قبول فرمالیں۔ ہم نے ایک خطہ مانگا تھا، اللہ تعالیٰ نے دو خطے عطا کر دیے یعنی مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہندوستان کی بہت بڑی ریاست حیدر آباد دکن نے بھی پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان کر دیا، لیکن ہندوستان نے اس پر غاصبانہ قبضہ کر لیا۔ بعد ازاں جب ہم نے اللہ تعالیٰ سے کیے گئے تمام وعدے بھلا دیے تو سزا کے طور پر ہم پر مشکلات کا آغاز ہو گیا۔ 25 سال بعد 1971ء میں مشرقی پاکستان ہم سے چھین لیا گیا، ہمارے کم و بیش 90 ہزار فوجی اس ہندو کی قید میں چلے گئے جس پر اقلیت میں ہونے کے باوجود ہم نے ایک ہزار سال تک حکومت کی تھی۔ دنیاوی ترقی میں بھی ہم آگے بڑھنے کی بجائے ہر طلوع ہونے والے سورج کے ساتھ ساتھ تنزل کا شکار ہوتے چلے گئے۔ ایک لمبے عرصے تک فوجی طالع آزماؤں نے ہم پر حکمرانی کی جبکہ باقی وقت سیاسی کھلاڑیوں نے اس ملک کو اپنا اکھاڑا بنائے رکھا اور ہر آنے والے کھلاڑی نے عوام کا خون اس انداز سے چوسا کہ وہ نہ مر سکیں اور نہ ہی جی سکیں، بلکہ انہی نام نہاد سیاستدانوں کی مختلف انداز سے چاکری کرتے رہیں۔ عوام کی اکثریت ان کے خوش نما نعروں کی وجہ سے ان کے جھانسے میں آتی رہی، اور ہر الیکشن میں اس امید پر لمبی قطاروں میں لگ کر انہیں اپنے قیمتی ووٹ سے نوازتی رہی کہ شاید اس بار ہمارے حالات میں تبدیلی آجائے۔ ہر الیکشن کے بعد ہارنے والی جماعت یہ شور مچاتی رہی کہ ہمارے ساتھ دھاندلی ہوئی ہے اور یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ بعض دانشور تو یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لیے دھاندلی ہی میں فائدہ ہے کیونکہ پاکستان کی تاریخ کا ایک ہی الیکشن ایسا ہے جو ہر قسم کی دھاندلی سے پاک تھا یعنی 1970ء کا الیکشن، لیکن اس کے نتیجے میں ملک ہی دولخت ہو گیا، لہٰذا آئندہ اگر ملک کو مزید ٹوٹنے سے بچانا ہے تو دھاندلی زدہ انتخاب پر ہی اکتفا کرنا ہوگا۔ اسی لیے 1977ء سے 2024ء تک جتنے بھی الیکشن ہوئے ہیں ان سب میں دھاندلی کی جاتی رہی۔ اس دفعہ بھی الیکشن میں دھاندلی کے ثبوت اس انداز سے سامنے آئے کہ فارم نمبر 45 جس پر پولنگ اسٹیشن کا علیحدہ علیحدہ نتیجہ لے کر جو حاصل جمع بنتا ہے اس کو فارم نمبر 47 پر منتقل کر کے حتمی نتیجہ نکالا جاتا ہے۔ لیکن اکثر مقامات پر جو نتیجہ آیا وہ فارم نمبر 45 کے نتیجے کے برعکس تھا۔ اس کی شکایت کسی ایک پارٹی کی طرف سے نہیں کی گئی بلکہ تمام جماعتوں کی طرف سے کی گئی جن میں وہ بھی شامل ہیں جن کے حصے میں حکومت آئی ہے اور وہ بھی جو حزب اختلاف میں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حکومت اور اپوزیشن کے تمام نمائندوں نے حلف بھی اٹھالیا اور اپنی تنخواہیں، مراعات اور سہولیات بھی حاصل کرنی شروع کر دی ہیں، البتہ کچھ جماعتوں نے تحریک چلانے کا عندیہ بھی دیا ہے اور اپنی طرف سے عوام کو یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ ناانصافی ہوئی ہے، اس لیے ہم اب تحریک والا راستہ اختیار کریں گے۔ لیکن ان کی سابقہ تاریخ کو سامنے رکھتے ہوئے یہ کہنا بعید از قیاس نہیں ہوگا کہ اگر انہیں اپنا حصّہ رسدی مل گیا تو دوبارہ اسی تنخواہ پر کام کریں گے جس پر پہلے کر رہے تھے۔ کیونکہ جمہوریت کے اندر یہ اس حد تک گھس چکے ہیں کہ اب اس سے باہر نکلنا ان کے لیے ناممکن ہے۔ اس لیے جن کو کل ملک دشمن اور یہودی ایجنٹ کہا جا رہا تھا آج ان سے گلے ملنے کے لیے بھی تیار ہیں۔

سیاسی جماعتیں اور ان کے لیڈر چاہے حکومت میں ہوں یا اپوزیشن میں ہر صورت میں اس نظام سے فائدہ اٹھاتے اور سہولت حاصل کرتے رہتے ہیں اور ان کے کاروبار بھی دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اصل مسئلہ تو 25 کروڑ عوام کا ہے جن کے مسائل اور مشکلات میں ہر الیکشن کے بعد اضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ انہیں اپنی بنیادی ضروریات پوری کرنے میں جو مشکلات پیش آرہی ہیں ایلیٹ کلاس کو اس کا کوئی شعور نہیں، پھر بنیادی ضروریات میں بھی سب سے اہم مسئلہ بجلی اور گیس کے بلوں کا ہے جن میں اضافہ رکنے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ اس لیے اوپر سورۃ الاعراف کی آیت میں بنی اسرائیل کی جس شکایت کا ذکر کیا ہے آج مسلمانان پاکستان بھی وہیں کھڑے نظر آتے ہیں۔ جیسے انہوں نے کہا تھا کہ اے موسیٰ ؑ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہم تکلیف میں مبتلا رہے اور بعد میں بھی اس میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ بالکل اسی طرح پاکستان بننے سے پہلے ہو یا بعد، انتخابات کوئی پارٹی جیتے یا ہارے، انتخابات میں دھاندلی ہو یا نہ ہو، فارم 45 کے مطابق ہوں یا فارم 47 کے مطابق، عوام کی تکلیف میں ذرّہ برابر بھی کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافے پر اضافہ ہی ہوتا چلا آ رہا ہے۔

بعض دانشور تو یہ بھی کہتے ہیں اور بالکل درست کہتے ہیں کہ ہمارے عوام میں بہت زیادہ قوت برداشت ہے، کیونکہ اگر اس طرح کا سلوک جو پاکستانی عوام کے ساتھ روا رکھا جا رہا ہے اگر کسی یورپی یا امریکی ملک کے باشندوں کے ساتھ کیا جائے تو وہ اپنے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیں۔ لہٰذا مقتدر طبقات سے گزارش ہے کہ عوام کا مزید امتحان نہ لیا جائے، انہیں ان کے بنیادی

حقوق دیے جائیں اور روز مرہ کی بنیادی ضروریات کی قیمتوں میں کمی لائی جائے، ورنہ یہ لاوا پھٹ پڑا اور عوام بغیر کسی مناسب تربیت اور پُرخلوص قیادت کے باہر نکل آئی تو کہیں انقلابِ فرانس جیسے خونی انقلاب کا سامنا نہ کرنا پڑ جائے۔ جس کے نتیجے میں ہمارا از کار رفتہ بوگس نظام زمین بوس ہو جائے۔ اس لیے جہاں حکومتی بزرجمہروں کو ہوش کے ناخن لینے ہوں گے وہیں عوام کے لیے بھی مذکورہ بالا آیات کے دوسرے حصے میں بہت اہم رہنمائی ان الفاظ میں کی گئی ہے کہ:

﴿قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يُّهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ۝﴾ (اعراف) (ترجمہ): ''(موسیٰ نے) فرمایا (گھبراؤ نہیں) ہو سکتا ہے عنقریب اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمہیں خلافت عطا کر دے زمین میں پھر دیکھیں کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔''

آیت کے اس حصے کی تشریح بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بیان القرآن میں ان الفاظ میں کی ہے: ''یہ آیت مسلمانانِ پاکستان کے لیے بھی خاص طور پر لمحہ فکریہ ہے۔ برعظیم پاک و ہند کے مسلمان بھی غلامانہ زندگی بسر کر رہے تھے۔ انہوں نے سوچا کہ متحدہ ہندوستان اگر ایک وحدت کی حیثیت سے آزاد ہوا تو کثرت آبادی کی وجہ سے ہندو ہمیشہ ہم پر غالب رہیں گے۔ کیونکہ جدید دنیا کا جمہوری اصول "One Man One Vote" ہے۔ اس طرح ہندو ہمیں دبا لیں گے، ہمارا استحصال کریں گے، ہمارے دین و مذہب، تہذیب و تمدن، سیاست و معیشت اور زبان و معاشرت ہر چیز کو برباد کر دیں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایک الگ آزاد وطن حاصل کرنے کے لیے تحریک چلائی۔ اس تحریک کا نعرہ یہی تھا کہ مسلمان قوم کو اپنے دین و مذہب، ثقافت اور معاشرت وغیرہ کے مطابق زندگی بسر کرنے کے لیے ایک الگ وطن کی ضرورت ہے۔ اس تحریک میں اللہ تعالیٰ نے انہیں کامیابی دی اور انہیں ایک آزاد خود مختار ملک کا مالک بنا دیا۔ اب اس حوالے سے اس آیت کا دوبارہ مطالعہ کیجیے کہ وہ تمہیں زمین میں طاقت اور اقتدار عطا کرے گا اور پھر دیکھے گا کہ تم لوگ کیسا طرزِ عمل اختیار کرتے ہو! اس ملک میں اللہ کی حکومت قائم کر کے دین کو غالب کرتے ہو یا اپنی مرضی کی حکومت قائم کر کے اپنی خواہشات کے مطابق نظام چلاتے ہو۔''

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ جو اس صدی کی چند عظیم ترین شخصیات میں سے ایک ہیں۔ وہ ایک عبقری اور صاحب بصیرت انسان تھے۔ انہوں نے اس آیت کی روشنی میں اور قرآن کے دیگر محکمات کو سامنے رکھ کر یہی نتیجہ نکالا ہے کہ آج ہماری پستی اور ذلت کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم نے بحیثیت مسلمان اور اُمتیِ رسول ﷺ اپنا اصل مقصد اقامت و غلبہ دین کی جدوجہد کو بھلا دیا ہے۔ جس کی وجہ سے تنزل کی طرف جا رہے ہیں اور ہر آنے والا دن ہماری پستی اور ذلت میں اضافہ کر رہا ہے۔ لہٰذا اگر ہم اس پستی سے نکلنا چاہتے ہیں تو اپنی اصل کی طرف لوٹنا ہوگا۔ قرآن کے ساتھ زندہ تعلق قائم کر کے اس کے ذریعے حقیقی ایمان حاصل کرنا ہوگا اور ظالمانہ طاغوتی نظام کے خلاف کھڑا ہونا ہوگا۔ کیونکہ اللہ کا ہم سے وعدہ ہے کہ:

﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (آلِ عمران) (ترجمہ): ''تم ہی سر بلند ہو گے اگر حقیقی مومن بن جاؤ تو۔''

ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے وعدے سے بڑھ کر اور کس کا وعدہ سچا ہو سکتا ہے۔ اس لیے ہماری بقا و تحفظ اس میں ہے کہ قرآن کے ساتھ جڑ کر اس کے حقوق کی ادائیگی کریں۔ اس کے بعد کسی ایسی اجتماعیت کا حصہ بنیں جس کا مقصد اللہ کے دین کا غلبہ ہو اور اسی ایجنڈا کو لے کر وہ جماعت آگے بڑھے۔ باقی تمام مسائل، مشکلات اور پریشانیوں کا علاج اسی میں مضمر ہے۔ لہٰذا اس طریقہ پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم اللہ تعالیٰ کے بندے ہونے کا، نبی اکرم ﷺ کے اُمتی ہونے کا اور سچے پاکستانی ہونے کا حق ادا کر سکتے ہیں اگر ہم نے اپنی روش بدل لی تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد بھی لازماً آئے گی، لیکن اگر پرانی ڈگر پر ہی چلتے رہے تو ہمارے حالات میں تبدیلی نہیں آسکے گی۔ اس کی کوشش اور محنت ہم نے خود ہی کرنی ہے کیونکہ سورۃ الرعد کی آیت نمبر 11 میں اللہ تعالیٰ نے یہ نکتہ کھول کر بیان کر دیا ہے کہ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ۭ﴾ (ترجمہ): ''یقیناً اللہ کسی قوم کے حالات نہیں بدلتا جب تک وہ خود نہیں بدلتے اس (کیفیت) کو جو ان کے دلوں میں ہے۔''

اس آیت کی خوبصورت ترجمانی مولانا ظفر علی خان نے ان الفاظ میں کی ہے کہ۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

❀❀❀

کتاب:
”ترکِ رذائل واکتسابِ فضائل“

ترتیب وتدوین:
مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

دین کا اصل مقصود رضائے الٰہی ہے اور اس کے حصول کا ذریعہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت اور اطاعت اور اس کے رسول ﷺ کی اتباع ہے لیکن رضائے الٰہی کا حصول، جنت میں اعلیٰ درجات اور تقرب الی اللہ کا حصول اتنا آسان نہیں ہے۔ پہلی رکاوٹ تو خود انسان کا اپنا نفس ہے۔ انسانی نفس کسی قانونی یا ضابطہ کی پابندی نہیں کرنا چاہتا۔ وہ تو چاہتا ہے کہ میری خواہشات بھرپور طریقے سے پوری کی جائیں خواہ جائز طریقہ سے یا ناجائز طریقہ سے۔ پھر اس پر مستزاد شیطان اور اس کے حواریوں کا خواہشات اور شہوات کا اُبھارنا، انہیں پورا کرنے کی ترغیب دینا۔ پھر دورِ حاضر میں تو شیطانی قوتیں منظم ہو کر ہر سمت سے انسان پر اس طرح حملہ آور ہو رہی ہیں کہ انسان کا شر سے بچنا بہت مشکل ہو گیا ہے اور صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کے لیے بہت زیادہ تگ و دو درکار ہے۔ اندریں حالات ہمیں اپنے آپ کو، اپنے اہل وعیال کو اور پوری امت مسلمہ کو شیطان اور اس کے حواریوں سے بچانے کی فکر کرنی ہے۔

شیطان اور شیطانی ترغیبات سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اپنی خواہشات کو قابو میں رکھے اور اپنی روح کی غذا کے لیے بھی سامان کرے یہاں تک کہ اس کی روح اتنی طاقتور ہو جائے کہ وہ نفس کو اس کی ناجائز خواہشات کی تکمیل سے روک سکے۔ تبھی ایک حسین اخلاقی شخصیت کی تشکیل ہو سکتی ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
”بے شک مومن اپنے اچھے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھر نوافل پڑھتے ہیں اور دن کو ہمیشہ روزے رکھتے ہیں۔“

ہمارے معاشرے میں مختلف معاشرتی ومعاشی مسائل کی وجہ سے تقریباً ہر شخص تناؤ اور پریشانی کا شکار ہے۔ جس کی وجہ سے ہم بات بے بات غصہ میں آ جاتے ہیں اور زبان پر ہمارا قابو نہیں رہتا۔ گالم گلوچ اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا تو معمولی بات ہے جس کا مظاہرہ ہم اکثر راہ چلتے دیکھتے رہتے ہیں۔ طعنہ زنی، غیبت، الزام تراشی اور دوسروں کی عزت کی پگڑی اچھالنا عام بات ہے۔ یہ تو صرف زبان کی آفات ہیں۔ رشوت ستانی، کرپشن، لوٹ مار، زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنا، فضول خرچی، نمود ونمائش جیسی بے شمار برائیاں ایسی ہیں جنہوں نے ہمیں اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے۔

بہر حال یہ تو امت مسلمہ کے سوادِ اعظم کا حال ہے۔ یہاں ہمارے مخاطب دراصل ہمارے معزز رفقاء گرامی ہیں جو دین کے تقاضے سمجھ کر اور ان پر سچے دل سے عمل کرنے کی نیت سے تنظیم اسلامی کے قافلے میں شامل ہوئے ہیں۔ بالخصوص وہ رفقاء، جنہوں نے مبتدی تربیتی کورس مکمل کر لیا ہے اور مبتدی نصاب کا مطالعہ بھی مکمل کر چکے ہیں، ان سے بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے کہ ان کی اخلاقی شخصیت دوسرے لوگوں سے بدرجہا بہتر ہو گی اور فی الواقع ایسا ہے بھی۔ تاہم ایک قلیل تعداد ایسے رفقاء کی بھی ہے جن میں اخلاق کی وہ بلندی نظر نہیں آتی۔ ”جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے“ کے مصداق ہمارے ان رفقاء کو بھی اپنے اخلاق بہتر بنانے کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ صرف اس کی کمی سے ان کے دوسرے تمام نیک اعمال بھی اکارت چلے جائیں۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے بہت سے نیک اعمال کا تذکرہ کرنے کے بعد حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”اے معاذ! کیا میں تمہیں وہ عمل نہ بتاؤں جس پر ان تمام اعمال کا دارومدار ہے۔ پھر اس کے بعد زبان کو پکڑ کر بتایا کہ اس کو روک کر رکھو۔“

امیر محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ نے اسی صورتحال کے پیش نظر رفقاء کی اخلاقی تربیت کے لیے شعبہ تعلیم وتربیت کو ”ترک رذائل واکتساب فضائل“ کے موضوع پر ایک کتاب تیار کرنے کی ہدایت فرمائی۔ تقریباً ڈیڑھ سال کی محنت کے بعد اب یہ کتاب تنظیم اسلامی کے مکتبہ پر موجود ہے۔ رفقاء سے گزارش ہے کہ اس کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے اہل وعیال کو بھی ضرور اس کا مطالعہ کروائیں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حضور اکرم ﷺ کے نقش قدم پر چل کر اعلیٰ اخلاقی اوصاف سے متصف فرمائے، ہماری برائیاں ہم سے دور کر دے اور ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

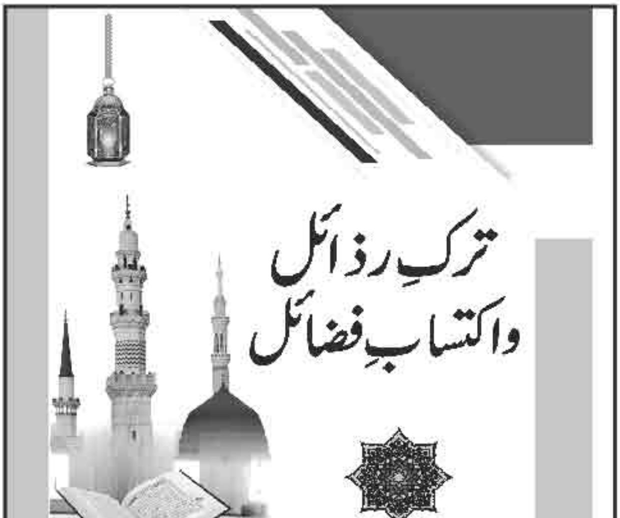

اسلام آباد میں ملتزم رفقاء کا ملک گیر حلقہ جاتی اجتماع

اس سہ روزہ اجتماع کا انعقاد گزشتہ ہفتے حلقہ اسلام آباد کے زیر اہتمام پیھونٹ میں کیا گیا۔ جس میں حلقہ بھر سے 82 رفقائے تنظیم نے شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض راقم نے انجام دیئے۔ اجتماع نماز عصر کے فوراً بعد تلاوت کلام پاک سے شروع ہوا، جس کے بعد ناظم اجتماع جناب عابد پرویز نے رفقاء کے لیے نظم کے حوالے سے ہدایات پیش کیں۔ پروگرام کے آغاز میں امیر محترم کی ایک ویڈیو ٹیپ چلائی گئی جس میں فرائض دینی کے جامع تصور کا خلاصہ پیش کیا گیا۔ بات کو آگے بڑھاتے ہوئے اس کے بعد جناب وقار اشرف نے اقامت دین کی فرضیت اور اس کے لیے زوردار دعوت پر گفتگو کی۔ نماز مغرب کے بعد امیر محترم نے ویڈیو کے ذریعے شہادت اور فریضہ شہادت پر سیر حاصل گفتگو کرتے ہوئے حاضرین محفل کا لہو گرمایا۔

دوسرے دن نماز فجر کے بعد جناب شعیب خالد نے سورہ فتح اور سورہ مائدہ کی روشنی میں جبکہ اگلے روز جناب سرفراز احمد نے سورہ شوریٰ کی منتخب آیات کے ذریعے اقامت دین کے لیے کام کرنے والوں کے مطلوبہ اوصاف بیان کیے۔ اس کے بعد جناب عظمت ممتاز ثاقب نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیت ترکیبی اور تنظیمی اساس کے حوالے سے بحث کو آگے بڑھایا۔ جناب عامر نوید نے قران وسنت کی روشنی میں اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق جوڑنے کے لیے دس مختلف ذرائع شرکائے محفل کے سامنے رکھے۔ چائے کے وقفے کے بعد بانیٔ تنظیم کی ویڈیو ٹیپ کے ذریعے ملکی اور بین الاقوامی حالات کے تناظر میں قرآن وسنت کی روشنی میں رفقائے تنظیم کی راہنمائی کی گئی۔

دوسرے دن کی دوسری نشست میں ڈاکٹر شاہین نے نہی عن المنکر اور محافظت حدود اللہ کے ضمن میں طاقت کے مظاہرے اور چیلنج پر گفتگو کی جبکہ امیر حلقہ جناب راجہ اصغر نے نظم جماعت کی پابندی کے حوالے سے بنیادی اصولوں سے رفقائے تنظیم کو روشناس کرایا۔ دوسرے دن کے اختتام پر بانی محترم کی ویڈیو ٹیپ کے ذریعے بداء الاسلام کی دو حقیقتوں یعنی قرآن اور جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے رفقائے تنظیم میں جہاد کا نیا جذبہ اور شوق پیدا کیا۔

اجتماع کے آخری دن جناب قمر عباسی نے اطاعت امر اور تنازع فی الامر کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو جناب اعجاز حسین نے حاضرین محفل کو بتایا کہ جہاد سے اعراض کی صورت میں لاحق ہونے والے مرض یعنی نفاق کا علاج انفاق سے کیسے ممکن ہے؟ اس کے بعد امیر محترم نے اپنے اختتامی کلمات میں ایمان میں اضافے کے ذرائع پر بڑی جامع گفتگو کی اور رفقائے تنظیم کو ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے غلبہ دین کی جدوجہد میں مزید تیزی لانے کی ترغیب دلائی۔ آخر میں امیر حلقہ نے اپنے اختتامی کلمات میں اجتماع کے خاتمے کا باضابطہ اعلان کر دیا۔

اجتماع کے تیسرے روز ایک تربیتی ورکشاپ کا بھی اہتمام کیا گیا۔ جس میں انفرادی دعوت کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیتے ہوئے دعوت کا کام کماحقہ نہ ہونے کی وجوہات کا بھی جائزہ لیا گیا۔ ورکشاپ کی میزبانی جناب اویس ریاض نے کی۔ اس ورکشاپ میں شرکائے محفل کو مذکورہ موضوع پر اپنی آراء پیش کرنے کا بھرپور موقع بھی دیا گیا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ تربیتی پروگراموں کی ساخت میں اسی نوع کی جدت کو شرکائے محفل کی جانب سے کافی سراہا گیا۔ اور تجویز پیش کی گئی کہ آئندہ بھی اس قسم کی ورکشاپوں کو تربیتی پروگراموں کا حصہ بنایا جائے۔ البتہ اجتماع میں ملتزم رفقاء کی کم حاضری پر تشویش کا اظہار کیا گیا۔ 166 رفقاء میں سے صرف 82 رفقائے نے اجتماع میں شرکت کی جو کل تعداد کا صرف پچاس فی صد بنتا ہے۔

(رپورٹ: ڈاکٹر اشرف علی، ناظم نشر و اشاعت حلقہ اسلام آباد)

حلقہ ملاکنڈ کے ذمہ داران کے تنظیمی دورے

19 مئی 2024ء بروز ہفتہ راقم الحروف نے امیر حلقہ محترم ممتاز بخت کی معیت میں مقامی تنظیم دیر کا دورہ کیا۔ دیر کے سابق امیر سعید اللہ صاحب کی عیادت کی۔

بعد از نمازِ ظہر مقامی تنظیم کے دفتر میں رفقاء سے ملاقات ہوئی۔ اسروں کے اجتماعات کا جائزہ لیا گیا۔ اجتماعات کو بہتر اور ریگولر بنانے کے لیے نقباء حضرات کو خصوصی طور پر ہدایات دے دی گئیں۔ اسی طرح مقامی تنظیم کے اجتماعات میں باقاعدگی لانے کے لیے ذمہ داران کو خصوصی توجہ دلائی گئی۔ سب نے عزم کیا کہ آئندہ نظام العمل کے مطابق اجتماعات منعقد کرنے کی کوشش کریں گے۔

13 جون 2024ء بروز جمعرات حلقہ معاونین کا ہفتہ وار اجتماع منعقد ہوا۔ اس بار یہ اجتماع حلقہ کے معاون محترم محمد صدیق صاحب کے حجرہ میں طے پایا تھا۔ چنانچہ امیر حلقہ، ناظم بیت المال، معتمد حلقہ اور راقم بعد از نماز عصر مقررہ جگہ پہنچ گئے۔ ایجنڈا کے مطابق حلقہ جاتی ملتزم سہ روزہ اجتماع اور حلقہ سے متعلق دیگر نکات پر مشاورت ہوئی۔

قبل از نماز عشاء راقم نے قریبی مدرسہ (برائے ناظرہ وتجوید) جو کہ اسرہ کبل کے نقیب اور ایک مبتدی رفیق مل کر چلا رہے ہیں، میں دین کے جامع تصور پر خطاب کیا۔ اس میں مختلف عمر کے تقریباً 200 بچوں نے شرکت کی۔

بعد از نماز عشاء امیر حلقہ محترم ممتاز بخت نے قریبی مسجد میں ”فرائض دینی کے جامع تصور“ پر گفتگو کی۔ اس سیشن میں 120 کے لگ بھگ افراد شریک تھے۔

بعد از عشائیہ اسرہ کبل کے نقیب اور ایک ملتزم رفیق سے ملاقات ہوئی۔ ان سے تنظیمی امور پر گفتگو کی گئی۔

اگلے دن بعد از نماز فجر راقم نے سورہ بقرہ کی آیات کا درس قرآن دیا۔

ناشتہ کے بعد واپسی ہوئی۔ (مرتب: محمد نعیم، ناظم تربیت، حلقہ ملاکنڈ)

حلقہ فیصل آباد کے زیر اہتمام ملک گیر حلقہ جاتی ملتزم اجتماع

کل ملتزم رفقاء اجتماع قرآن اکیڈمی فیصل آباد میں مورخہ 31 مئی تا 02 جون 2024 منعقد ہوا۔ حلقہ کے کل ملتزم رفقاء 116 تھے۔ جن میں سے 81 رفقاء نے کل وقتی شرکت کی اور 18 رفقاء نے جزوی شرکت کی۔

مقررین میں جناب ڈاکٹر عبدالسمیع نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والی جماعت کی ہیت ترکیبی اور تنظیمی اساس، جناب محمد نعمان اصغر نے اقامت دین کی فرضیت اور اس کے لیے زوردار دعوت، جناب یاسر سعید نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے مطلوبہ اوصاف، جناب فیضان حسن جاوید نے اطاعت امر بمقابلہ تنازع فی الامر، جناب عابد مستعان نے بگڑے ہوئے مسلمان معاشرے میں اسلامی انقلاب کے لیے آخری اقدام کا عنوان: نہی عن المنکر اور محافظت حدود اللہ کے ضمن میں طاقت کا مظاہرہ اور چیلنج، جناب فیصل افضل نے نظم جماعت کی پابندی اور اس سے رخصت ومعذرت کا معاملہ۔ جناب عدیل اکرم نے اقامت دین کی جدوجہد کرنے والوں کے مطلوبہ اوصاف سورۃ الشوریٰ آیت 36 تا 43، جناب پروفیسر محمد ارشد ورکشاپ: انفرادی دعوت جائزہ اور دعوت کا کام نہ کرنے کی وجوہات اور دعوتی کام کی ضرورت واہمیت، ۔ 2۔ امیر محترم کی جانب سے رفقاء کے لیے احباب کا ہدف۔ جناب عبداللہ اسماعیل نے تعلق مع اللہ (ذاتی جائزہ ومحاسبہ) ترغیب وترہیب کے موضوعات پر گفتگو کی۔ (رپورٹ: عامر رضا، معتمد حلقہ فیصل آباد)

The Obligations Muslims Owe to the Qur'an

During the last decade (i.e., the sixties), international qir'aat competitions have become a regular feature in the Muslim World. These competitions, in which well-known qura' from different countries have been participating to display their remarkable talents for the recitation of the Qur'an, have served a number of purposes. The large audiences who have been listening spell-bound to the recitations of the world-famous qura' have always been moved by the unique melody, eloquence, and grandeur of the Qur'anic diction. This may have, temporarily, strengthened their belief in the Divine origin of the Qur'an. Moreover, these competitions have popularized tajweed (i.e., the art of reciting the Qur'an with correct pronunciation) in Malaysia, Indonesia, and Pakistan. The Muslim children in these countries today can recite the Holy Book with much better accent and intonation than they could possibly do a few years ago.

Without intending to minimize the importance of reciting the Qur'an correctly, one might ask the question: Have these competitions helped bridge the gulf that yawns between us and the Qur'an today? Or, have they established a real contact between us and the book of Allah *(SWT)*? The answer to these questions is: "No."

Unfortunately, the great objective of establishing a real contact between us and the Qur'an has not been achieved even by the different religious seminars and symposia which have been held in our country and elsewhere during the recent years. The savants and scholars who participated in the discussions at these conferences and colloquia have generally dwelt at such topics as the greatness of the Qur'an, its beauties and marvels etc., but no attempt has been made to consider the fundamental questions: What are our obligations towards the Qur'an? And how can we discharge these obligations? So far as the glory and greatness of the Qur'an is concerned, we believe it is indescribable and its adequate comprehension is beyond the reach of human mind. It is best known to the Lord of the heavens and the earth Whose word it is, or to His blessed Messenger *(SAAW)* to whom it was revealed.

Therefore, instead of making a presumptuous attempt at describing its unique merits, the most pertinent thing for us to do is that we should clearly understand our duties and responsibilities towards the Qur'an and then see whether or not we are conscientiously fulfilling these duties and responsibilities. If we find that we are not doing so, we should seriously think about the line of action we should adopt for their fulfillment; and then adopt the line without any further delay because our very salvation depends on our efforts in this direction. Paying pompous compliments to the Qur'an will not be enough and it cannot be a substitute for actually discharging our obligations towards the Holy Book.

Now what are these obligations? Or, in other words, what does the Qur'an demand of us?

The Qur'an makes five demands of every Muslim. Put in a simple language, these demands are as follows:

A Muslim is required:

1. to believe in the Qur'an;
2. to read it;
3. to understand it;
4. to act upon its teachings; and
5. to convey its message and teachings to others.

Ref: An excerpt from English translation of the Book "مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق" by Dr Israr Ahmad *(RAA)*; "The Obligations Muslims Owe to the Qur'an" [Translated by Prof. Mohammad Ibrahim, M. A., revised by Dr. Absar Ahmad]

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.25

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore